سہ ماہی مجلہ

المکرم

اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ (القرآن)

کتاب وسنت کا ترجمان، علمی دعوتی واصلاحی

بیاد
شیخ الحدیث والتفسیر
حضرت مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمہ اللہ
و
حکیم محمود سلفی رحمہ اللہ

نگران: حافظ اسعد محمود سلفی
مدیر: محمد عظیم حاصل پوری

6
جولائی، اگست، ستمبر 2010ء
رجب، شعبان، رمضان ۱۴۳۱ھ

- ماہ شعبان المعظم
- روزے کے احکام ومسائل
- محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ
- دعائے رسول ﷺ پانے والے
- تذکرہ معراج

ناشر: شعبہ نشرواشاعت جامعہ اسلامیہ سلفیہ
(مسجد مکرم) ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ (القرآن)

سہ ماہی مجلّہ

کتاب وسنّت کا ترجمان علمی دعوتی واصلاحی

المکرم

⑥

رجب، شعبان، رمضان ۱۴۳۱ھ
جولائی، اگست، ستمبر 2010ء

مدیر
محمد عظیم حاصلپوری

معاون
مجیب الرحمٰن سیاف

سرپرست
چوہدری محمد بشیر ایڈووکیٹ
مہتمم جامعہ ھذا

نگران اعلیٰ
حافظ اسعد محمود سلفی

بیاد
شیخ الحدیث والتفسیر
حضرت مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمہ اللہ
و
حکیم محمود سلفی رحمہ اللہ

مجلس ادارت
شیخ الحدیث مولانا محمد اعظم حفظہ اللہ
پروفیسر حافظ ارشد حفظہ اللہ
حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ
غلام مصطفٰی ظہیر امن پوری حفظہ اللہ
الشیخ عبدالوحید ساجد حفظہ اللہ
ضیاء اللہ کھوکھر حفظہ اللہ
اساتذہ جامعہ ھذا
طلبا جامعہ ھذا
انتظامیہ جامعہ ھذا

فہرس

درس قرآن ——— عبدالوحید ساجد ——— ۲
درس حدیث ——— محمد مالک بھنڈر ——— ۳
ماہ شعبان المعظم ——— محمد ارشد کمال ——— ۴
أحکام ومسائل ——— ابن بشیر الحسینوی ——— ۱۴
محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ ——— محمد اعظم ——— ۲۱
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے دعائیں ——— ابو عبدالرحمٰن حاصلپوری ۳۵
خدمت قرآن کا ذوق ——— قاری محمد دلاور سلفی ——— ۴۰
قادیانیت، ایک تعارف ——— ضیاء اللہ السلفی ——— ۴۳
تذکرہ معراج ——— حسنین شاکر ——— ۴۵
تفسیر القرآن (سوالا جوابا) ——— محمد عظیم حاصلپوری ——— ۵۲
بزرگوں کی باتیں ——— ابن عمر دین ——— ۵۶
اعجاز القرآن والحدیث ——— آصف عرفان، حافظ نعیم ——— ۶۰
شعور حیات ——— حافظ محمد وسیم دلشاد ——— ۶۳
بدترین عورت ——— غضنفر اقبال ——— ۶۶

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے کلی اتفاق ضروری نہیں

خط وکتابت
جامعہ اسلامیہ سلفیہ
(مسجد مُکرم) ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ
0301-6131916
055-3846592

زرتعاون ——— 20 روپے

سرکولیشن مینجر
حافظ عبدالقدیر
0308-6522441

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درسِ قرآن

الشیخ عبدالوحید ساجد

﴿وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُواْ مِنكُمْ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾

’’اور ان میں سے کچھ وہ ہیں جو نبی کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں وہ تو ایک کان ہے کہہ دے تمہارے لیے بھلائی کا کان ہے اللہ پر یقین رکھتا ہے اور مومنوں کی بات کا یقین کرتا ہے اور ان کیلئے ایک رحمت ہے جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جو لوگ اللہ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔‘‘ التوبہ(۹/۶۱)

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو خاص جسمانی و اخلاقی حسن و جمال عطاء کیا ہے اور تمام تر کمالات آپ کی ذات مقدسہ میں جمع فرما دیئے ہیں۔ چنانچہ آپ سب مخلوق سے زیادہ حسین اور کامل ترین انسان ہیں۔ ایسی ذات کا احترام ادب اور توقیر از حد ضروری و لازم ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ ’’اللہ اور اسکے رسول سے آگے نہ بڑھو‘‘ ﴿لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ﴾ ’’اپنی آوازیں نبی کی آواز کے اوپر بلند نہ کرو اور نہ بات میں اس کیلئے آواز بلند کرو اپنے ایک دوسرے کیلئے آواز بلند کرنے کی طرح‘‘

سورۃ الحجرات(۴۹/۱.۲)

اگر کوئی بدنصیب آپ کی توہین و تنقیص اور گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے تو دنیا میں ذلت کی موت اور آخرت میں رسوا کن عذاب اسکا مقدر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا﴾ الاحزاب(۵۷) ’’بلاشبہ جو لوگ اللہ اور اسکے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور ان کیلئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا ہے۔‘‘

بقیہ صفحہ نمبر (۱۳)

فرمانِ نبوی ﷺ

نماز میں سلام

محمد مالک بھنڈر (مدرس جامعہ ھذا)

((عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ مَرَرْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّى فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ إِلَىَّ إِشَارَةً وَقَالَ لَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ إِشَارَةً بِإِصْبَعِهِ)) ''صہیب سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں گزرا رسول اللہ کے پاس سے اور وہ نماز پڑھتے تھے، میں نے سلام کیا ان کو اور جواب دیا مجھ کو اشارے سے، کہا راوی نے میں نہیں جانتا مگر شاید صہیب نے یہ بھی کہا، کہ جواب دیا انگلی سے اشارہ کرکے۔''

((عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قُلْتُ لِبِلَالٍ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِينَ كَانُوا يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ كَانَ يُشِيرُ بِيَدِهِ)) ''ابن عمر سے روایت ہے کہ، پوچھا میں نے بلال سے کیسے جواب دیتے تھے رسول اللہ جب سلام کرتے تھے صحابہ ان کو، اور وہ نماز میں ہوتے تھے، کہا بلال نے اشارہ کرتے تھے اپنے ہاتھ سے،''

جامع ترمذی، مواقیت الصلاۃ عن رسول اللہ، باب ماجاء فی الاشارۃ فی الصلاۃ

مذکورہ احادیث میں سلام کرنے کی تاکید اور اسکے ادب کا بیان ہے کہ دوران نماز بھی سلام رہ نہ جائے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ اور صحابہ کرام دوران نماز سلام کا جواب کیسے دیتے تھے، اس لیے اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور دوسرا باہر سے آئے تو آنے والا سلام کرے اور نماز پڑھنے والا ہاتھ یا انگلی کے اشارہ سے جواب دے اور زبان کیساتھ جواب نہیں دے گا۔ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر جو حقوق ہیں ان میں سے ایک سلام ہے، اور یہ باہمی حقوق ایسے ہیں کہ ان سے آپس میں محبت والفت پیدا ہوتی ہے اور انکے درمیان ربط وتعلق میں اضافہ ہوتا ہے اور ایک دوسرے کے بارے میں احترام کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔ اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ایک روز مسجد سے گزرے تو وہاں عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ نے ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا۔ جامع ترمذی، الاستئذان، باب ماجاء فی التسلیم علی النساء.

صرف ہاتھ کے اشارے سے سلام کرنا ممنوع ہے کیونکہ یہ طریقہ غیر مسلموں کا ہے البتہ زبان سے الفاظ کی ادائیگی کیساتھ ہاتھ سے اشارہ کرنا جائز ہے۔ یہ حکم نماز کی حالت کے علاوہ ہے۔

ھذا ماعندی واللہ اعلم بالصواب

ماہ شعبان المعظم

محمد ارشد کمال (لاہور)

شعبان اسلامی سال کا آٹھواں قمری مہینہ ہے۔ اس کا تلفظ یوں ہے: ش مفتوح (شَ) ع ساکن (عْ) اور ب مفتوح (بَ) یعنی شَعْ بَان۔

لفظ شعبان 'شعب' سے مشتق ہے۔ شعب باب فتح یفتح اور سمع یسمع سے مصدر ہے۔ شعبان کی جمع شعبانات اور شعابین آتی ہے۔ علاوہ ازیں یہ لفظ ہمیشہ مذکر ہی استعمال ہوتا ہے۔ شعب لغت اضداد میں سے ہے یعنی اس کا معنی جدا کرنا، اور جمع کرنا دونوں آتے ہیں۔ محاورہ ہے:

((اشعب لی شعبة من المال)) یعنی ''اپنے مال میں سے ایک حصہ میرے لیے جدا کر دو۔'' اور کہا جاتا ہے: **(شعب الی القوم)** ''وہ اپنی قوم سے جا ملا۔''

''شعبان'' کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ دور جاہلیت میں عربوں میں لوٹ مار عام تھی۔ لیکن حرمت والے مہینوں میں احتراماً وہ لوگ اس فعل سے باز رہتے۔ چنانچہ ماہ رجب کی حرمت کی وجہ سے لوٹ مار سے وہ رکے رہتے اور پھر جب شعبان شروع ہوتا تو غارت گری اور ڈاکہ زنی کیلئے ادھر اُدھر پھیل جاتے تھے۔ اسی مناسبت سے اس مہینے کا نام شعبان رکھا گیا۔

علامہ ابن منظور رحمہ اللہ ''لسان العرب'' میں لکھتے ہیں:

> **((وَشَعْبَانُ اِسْمٌ لِلشَّهْرِ سُمِّيَ بِذٰلِكَ لِتَشَعُّبِهِمْ فِيْهِ اَيْ تَفَرُّقِهِمْ فِيْ طَلَبِ الْمِيَاهِ، وَقِيْلَ فِي الْغَارَاتِ))**
>
> ''شعبان ایک مہینے کا نام ہے جسکی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس مہینے میں عرب لوگ پانیوں کی طلب کیلئے نکل کھڑے ہوتے اور پھیل جاتے تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس مہینے میں لوٹ مار کیلئے نکلتے تھے''
>
> علامہ سخاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:
>
> **(شعبان من تشعب القبائل وتفرقها للغارة)**

یعنی ''شعبان کا نام اس لیے ہے کہ اس میں عرب قبائل لوٹ مار کیلئے متفرق ہو جاتے تھے''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اہل عرب اس مہینے میں پانی کی تلاش میں متفرق ہو جایا کرتے تھے یا ماہِ رجب کے خاتمہ پر جس میں اہل عرب قتل وغارت وغیرہ سے بالکل رک جایا کرتے تھے اس ماہ میں وہ پھر سے ایسے مواقع تلاش کرتے۔ اسی لیے اس ماہ کو انہوں نے شعبان سے موسوم کیا۔''

بخاری مترجم از مولانا داؤد راز (٢١٨/٣)

علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

شعبان مشہور مہینہ ہے اسکو شعبان اس لیے کہا کہ لوگ اس میں لوٹ پوٹ اور کمائی کیلئے متفرق ہوتے تھے۔ لغات الحدیث (٢/٤٨٣) ماہِ شعبان کو دورِ جاہلیت میں عاذل اور وعل بھی کہا جاتا تھا۔

ماہِ شعبان اور کثرتِ صیام:

ماہِ شعبان میں رسول اللہ ﷺ دوسرے مہینوں کی بہ نسبت زیادہ نفلی روزے رکھا کرتے تھے جیسا کہ درج ذیل احادیث میں ہے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((مَارَاَیْتُ النَّبِیَّ یَصُوْمُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ اِلَّا شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ))

''میں نے نبی ﷺ کو شعبان اور رمضان کے علاوہ کسی مہینے کے لگا تار روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔'' ترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی وصال شعبان برمضان (٧٣٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((كَانَ اَحَبُّ الشُّهُوْرِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یَصُوْمَهٗ شَعْبَانَ ثُمَّ یَصِلُهٗ بِرَمَضَانَ))

''رسول اللہ ﷺ کو روزے رکھنے کیلئے شعبان کا مہینہ سب سے زیادہ پسند تھا۔ پھر آپ اسے گویا رمضان ہی سے ملا دیتے تھے۔''

ابوداؤد، کتاب الصیام، باب فی صوم شعبان (٢٤٣١) اسنادہ صحیح

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُفْطِرُ ، وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَايَصُوْمُ ، وَمَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ اِلَّا رَمْضَانَ وَمَا رَاَيْتُهُ اَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِيْ شَعْبَانَ))

’’رسول اللہ ﷺ نفلی روزہ رکھنے لگتے تو ہم آپس میں کہتے کہ اب آپ روزہ رکھنا چھوڑیں گے نہیں اور جب روزہ چھوڑ دیتے تو ہم کہتے کہ اب آپ روزہ رکھیں گے ہی نہیں۔ میں نے رمضان کے علاوہ آپ ﷺ کو کبھی پورے مہینے کا روزہ رکھتے نہیں دیکھا اور جتنے روزے آپ شعبان میں رکھتے میں نے کسی اور مہینے میں اس سے زیادہ روزے رکھتے ہوئے آپکو نہیں دیکھا‘‘ بخاری، کتاب الصوم ، باب صوم شعبان(١٩٦٩)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے مروی ہے کہ:

((لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ يَصُوْمُ شَهْرًا اَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ فَاِنَّهُ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهُ))

نبی ﷺ شعبان سے زیادہ نفلی روزے اور کسی مہینے میں نہیں رکھتے تھے بلاشبہ آپ شعبان میں اکثر روزے رکھتے‘‘ بخاری، کتاب الصوم ، باب صوم شعبان(١٩٧٠)

ان مذکورہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ دوسرے مہینوں کی بہ نسبت شعبان میں زیادہ نفلی روزے رکھا کرتے تھے۔ مذکورہ بالا حدیث میں لفظ ’’کلہ‘‘ کا معنی اکثرہ یعنی کثرت سے ہے۔ امام ترمذی بیان کرتے ہیں:

((وَرُوِیَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّه قَالَ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ : هُوَجَائِزٌ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ ، اِذَا صَامَ أَكْثَرَ الشَّهْرِ أَنْ يُقَالَ: صَامَ الشَّهْرَ كُلَّهُ، وَيُقَالُ: قَامَ فُلَانٌ لَيْلَهُ أَجْمَعَ، وَلَعَلَّهُ تَعَشّٰى وَاشْتَغَلَ بِبَعْضِ أَمْرِهِ. كَانَ ابْنُ الْمُبَارَكِ قَدْرَاٰى كِلَا الْحَدِيْثَيْنِ مُتَّفِقَيْنِ يَقُوْلُ: اِنَّمَا مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّه كَانَ يَصُوْمُ أَكْثَرَ الشَّهْرِ))

’’امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اس حدیث کے بارے میں

فرمایا: جب کسی مہینے میں زیادہ روزے رکھے جائیں تو کلام عرب میں جائز ہے کہ کہا جائے پورا مہینہ روزے رکھے ہیں۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے ساری رات قیام کیا۔ حالاں کہ اسنے کھانا بھی کھایا ہوتا ہے اور بعض دوسرے کاموں میں بھی مصروف اور مشغول رہا ہوتا ہے (یعنی کثرت پر کل کا اطلاق ہوجاتا ہے) گویا ابن مبارک کے نزدیک ان دونوں احادیث کے معنی میں اتفاق ہے اختلاف نہیں۔ الغرض اس حدیث کا یہ معنی ہے کہ آپ ﷺ شعبان میں کثرت کیساتھ روزے رکھتے تھے''

ترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی وصال شعبان

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بھی اسی مفہوم کو درست قرار دیتے ہیں کیوں کہ اسکی تائید صحیح مسلم کی (عبداللہ بن شفیق عن عائشہ) اور نسائی کی (سعد بن ہشام، عنہا) روایتوں سے بھی ہوتی ہیں جن کے الفاظ یہ ہیں: ولا شھرا کاملا یعنی رمضان کے سوا کبھی مہینہ بھر کے روزے نہیں رکھے۔

شعبان میں کثرتِ صیام کي حکمت:

ماہِ شعبان میں آپ ﷺ کے زیادہ روزے رکھنے کی بہت سی حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔ تاہم ان میں سب اولیٰ حکمت وہ ہے جسکا ذکر سنن نسائی کی ایک روایت میں آیا ہے۔ چنانچہ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے آپ کو کسی مہینے میں اتنے (نفلی) روزے رکھتے نہیں دیکھا جتنے آپ شعبان میں رکھتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((ذٰلِكَ شَهْرٌ يُغْفَلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبَ وَرَمَضَانَ وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيْهِ الْاَعْمَالُ اِلٰى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فَاُحِبُّ اَنْ يُرْفَعَ عَمَلِيْ وَاَنَا صَائِمٌ))

''شعبان وہ مہینہ ہے جس میں لوگ رجب اور رمضان کے درمیان روزے سے غافل ہوجاتے ہیں۔ حالاں کہ یہ ایسا مہینہ ہے جس میں اعمال رب العالمین کیطرف اٹھائے جاتے ہیں اور میں پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال روزے کی حالت میں اٹھائے جائیں۔''

نسائی، الصیام، باب صوم النبی ﷺ بابی ھووامی وذکر اختلاف الناقلین للخبر فی ذلك (۲۳۵۷)

نصف شعبان کے بعد روزے رکھنا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَذَا بَقِیَ نِصْفٌ مِنْ شَعْبَانَ، فَلَا تَصُوْمُوْا))

’’جب آدھا شعبان باقی رہ جائے تو تم روزہ نہ رکھو۔‘‘

ترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی کراھیة الصوم فی النصف الباقی من شعبان (۷۳۷) وقال: حدیث حسن صحیح

اس حدیث میں نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنے کی ممانعت ہے۔ لیکن دوسری احادیث میں یہ ہے کہ آپ ﷺ اس مہینے میں کثرت سے روزے رکھتے تھے اور کثرت کا مفہوم تب ہی صادق آتا ہے جب نصف سے زیادہ روزے رکھے جائیں۔

اہل علم نے ان احادیث میں تطبیق کی کئی ایک صورتیں بیان کی ہیں:

① یہ نہی تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی

② یہ ممانعت ان لوگوں کیلئے ہے جو کمزور ہوں یا جنھیں کثرت صیام سے کمزوری کا خطرہ ہو۔

③ یہ ممانعت ان لوگوں کیلئے ہے جو نصف شعبان کے بعد خصوصی اہتمام سے روزے رکھتے ہوں لیکن اگر کسی کا معمول ہو جیسا کہ نبی ﷺ کا تھا تو پھر کوئی حرج نہیں۔

④ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَمَعْنٰی هٰذا الْحَدِیثِ عِنْدَ بَعْضِ اهْلِ العِلْمِ، أنْ یَّکُونَ الرَّجُلُ مُفْطِرًا، فَإذَا بَقِیَ مِن شَعْبَانَ شَیْءٌ أَخَذَ فِی الصَّومِ لِحَالِ شَهْرِ رَمَضَانَ. وَقَدْ رُوِیَ عَن اَبِی هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ مَایُشْبِهُ قَوْلُهُمْ حَیْثُ قَالَ: ((لَاتَقَدَّمُوْا شَهرَ رَمَضانَ بِصِیَامٍ اِلَّا أنْ یُوَافِقَ ذٰلِكَ صَوْمًا كَانَ یَصُومُهُ أحَدُكُمْ)) وَقَدْ دَلَّ فِی هٰذا الْحَدِیثِ اِنَّما الْكَرَاهِیَةُ عَلٰی مَنْ یَّتَعَمَّدُ الصِّیَامَ لِحَال رَمَضَانَ))

’’بعض اہل علم کے نزدیک اس حدیث کا یہ معنی ہے کہ آدمی شعبان کے پہلے پندرہ دن تو روزہ نہ رکھے مگر جب آدھا باقی رہ جائے تو رمضان کی خاطر روزے رکھنے شروع

کردے۔“اس مفہوم سے ملتی جلتی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم رمضان کے استقبال میں روزہ نہ رکھو مگر یہ کہ تم میں سے کوئی ایک (معمول کے ساتھ پہلے سے) روزہ رکھتا ہوتو اسکی روزے کیساتھ موافقت ہوجائے۔ (مثلاً پیر اور جمعرات کا روزہ) یہ حدیث دلالت کرتی ہیں کہ روزہ رکھنے کی ممانعت اس شخص کیلئے ہے جو عمداً رمضان کی خاطر (نصف شعبان کے بعد) روزہ رکھے“

ترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی کراھیة الصوم فی النصف...... مزید تفصیل کیلئے ملاخطہ ہو، تحفة الاحوذی (۴۹۹/۳، ۵۰۰)

شعبان کے آخري دنوں کا روزہ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَتَقَدَّ مَنَّ اَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ رَجُلٌ كَانَ يَصُوْمُهُ صَوْمًا، فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ))

”تم میں سے کوئی شخص رمضان سے پہلے (شعبان کے آخری دنوں میں) ایک یا دو دن کے روزے نہ رکھے، البتہ اگر کوئی ان میں روزے رکھنے کا عادی ہوتو وہ اس دن بھی روزہ رکھ لے“ بخاری، کتاب الصوم، باب لا یتقدمن رمضان بصوم یوم ولا یومین (۱۹۱٤)

یعنی اگر کوئی شخص ہر ہفتے میں پیر یا جمعرات کا روزہ رکھتا ہے یا کسی اور دن کا یا وہ روزہ رکھنے کا عادی ہے اور اتفاق سے وہ دن شعبان کی آخری تاریخوں میں آجاتا ہے تو ایسے شخص کیلئے کوئی ممانعت نہیں ہے وہ روزہ رکھ سکتا ہے۔ ممانعت اس شخص کیلئے ہے جو ان روزوں کا عادی نہ ہو اور رمضان کے استقبال کیلئے روزے رکھے۔ نیز یہ ممانعت ان لوگوں کیلئے بھی ہے جو از روئے احتیاط رمضان کی نیت سے روزے رکھتے ہیں کہ کہیں رمضان شروع نہ ہو گیا ہو۔ پس اس قسم کا احتیاط لغو ہے۔ واللہ اعلم

سیدنا عمران بن حصین بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو کہا:

((هَلْ صُمْتَ مِنْ سَرَرِ هٰذَا الشَّهْرِ شَيْئًا) يَعْنِىْ شَعْبَانَ، قَالَ: لَا، قَالَ: فَقَالَ لَهُ: (اِذَا اَفْطَرْتَ رَمَضَانَ، فَصُمْ يَوْمًا اَوْ يَوْمَيْنِ))

”کیا تو نے شعبان کے آخر میں کوئی روزہ رکھا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب رمضان ختم ہو جائے تو (اس کے بدلے میں) ایک یا دو روزے رکھ لینا“

مسلم، کتاب الصیام، باب صوم سرر شعبان (٢٧٥٣)

یہ دونوں احادیث بھی باہم متعارض نظر آتی ہیں لیکن امام نووی نے علامہ مازری وغیرہ کے حوالے سے اس تعارض کا یوں ازالہ فرمایا ہے:

((وَهُو أَنَّ هٰذَا الرَّجُلَ كَانَ مُعْتَادًا الصِّيَامِ آخِرِ الشَّهْرِ أَوْ نَذَرَهُ فَتَرَكَهُ لِخَوْفِهِ مِنَ الدُّخُوْلِ فِي النَّهِي عَنْ تَقَدُّمِ رَمَضَانَ فَبَيَّنَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّ الصَّوْمَ الْمُعْتَادَ لَا يَدْخُلُ فِي النَّهْيِ وَإِنَّمَا يَنْهَى عَنْ غَيْرِ الْمُعْتَادِ. وَاللّٰهُ أَعْلَمُ))

”بیشک وہ آدمی (جسے آپ ﷺ نے یہ حکم دیا) مہینے کے آخر میں روزہ رکھنے کا عادی تھا یا اسنے نذر مان رکھی تھی تو اس نے یہ روزہ استقبال رمضان کے روزے کی ممانعت کے ڈر سے چھوڑا تھا تو نبی ﷺ نے اس لیے بیان کیا کہ یہ نفلی روزوں کے عادی آدمی کیلئے نہیں، غیر عادی کیلئے ہے۔ واللہ اعلم“ مسلم مع شرح نووی (١/٣٦٨)

شعبان کے دنوں کو شمار کرنا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَحْصُوْا هِلَالَ شَعْبَانَ لِرَمَضَانَ))

”تم شعبان کے چاند کو رمضان کیلئے شمار کرو۔“

ترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی احصاء ھلال شعبان لرمضان (٦٨٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَحَفَّظُ مِنْ شَعْبَانَ مَالَا يَتَحَفَّظُ مِنْ غَيْرِهِ، ثُمَّ يَصُوْمُ لِرُؤْيَةِ رَمَضَانَ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْهِ عَدَّ ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ صَامَ))

”رسول اللہ ﷺ شعبان کی تاریخوں کی اتنی نگہداشت رکھتے تھے کہ دوسرے مہینوں میں اتنی نگہداشت نہیں رکھتے تھے، پھر چاند دیکھ کر رمضان کے روزے شروع کرتے اگر کبھی

(شعبان کی انتیس کو) مطلع ابر آلود ہوتا تو (شعبان کے) تیس دن پورے کر کے رمضان کے روزے شروع کرتے۔''

ابو داؤد، کتاب الصیام، باب اذا اغمی الشھر (۲۳۲۵) وسندہ صحیح

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ فَاِنْ غُمِّيَ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ))

''تم (رمضان کا) چاند دیکھ کر ہی روزے شروع کرو اور (شوال کا) چاند دیکھ کر ہی روزے موقوف کرو۔ اگر مطلع ابر آلود ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔''

بخاری، کتاب الصوم، باب قول النبی ﷺ: اذا رأیتم الهلال......(۱۹۰۹)

اس حدیث سے بھی یہ مسئلہ اخذ ہوا کہ شعبان کے دنوں کو باقاعدہ اہتمام کے ساتھ شمار کرنا چاہیے تا کہ شعبان اور رمضان کے روزوں میں تمیز ہو سکے نیز مشکوک دن اور رمضان کے استقبالی روزے سے بچا جا سکے۔

شعبان کي پندرھویں رات:

شعبان کی پندرھویں رات کو لیلۃ البراءۃ، لیلۃ الصک اور لیلۃ المبارکہ بھی کہا جاتا ہے۔ مگر عرف عام میں یہ رات ''شب براءت'' کے نام سے معروف و مشہور ہے۔ عام بول چال میں بعض لوگ اسے ''شب رات'' بھی کہتے ہیں۔

شب براءت دراصل فارسی اور عربی یا اردو کے دو لفظوں کا مجموعہ ہے۔ شب فارسی میں رات کو کہتے ہیں، اور رات اگر الف اور ت کے درمیان ہمزہ (ء) ہو تو یہ عربی کا لفظ ہے۔ یعنی براءت جس کے معنی بری ہونے اور نجات پانے کے ہیں قرآن مجید میں ہیں:

﴿بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ إِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾

''اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے ان مشرکوں کیطرف بری الذمہ ہونے کا علان ہے جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا۔'' التوبہ (۱/۹)

اگر لفظ برات کے الف اور ت کے درمیان ہمزہ نہ ہو تو یہ سنسکرت سے ماخوذ ہوگا جو فارسی اور اردو دونوں میں الگ الگ معنی کیلئے بولا جائے گا۔ اردو میں اس سے مراد وہ جلوس ہے جو دولہا کی شادی میں اسکے ساتھ جاتا ہے اور فارسی میں بمعنی حصہ، نقد، تقدیر وغیرہ ہے۔

شعبان کے پندرھویں رات کے یہ سب نام جو اوپر بیان ہوئے ہیں کتاب وسنت میں ان کا کوئی وجود نہیں ملتا اور نہ ہی کسی صحیح حدیث سے اس کی کوئی فضیلت ثابت ہے۔ اس ضمن میں جو روایات بیان کی جاتی ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی، سب کی سب ضعیف یا موضوع ہیں۔ لہٰذا بعض علماء کا ان روایات کو متعدد طرق کی بنا پر صحیح یا حسن کہنا کسی طرح بھی درست نہیں کیوں کہ!

ایک ضعیف سند والی روایت بذاتِ خود ضعیف ہے جب کہ دوسری روایت حسن لذاتہ ہے۔ لہٰذا یہ ضعیف روایت اس حسن لذاتہ کیساتھ مل کر حسن بن جاتی ہے یہ بات تو درست ہے۔ لیکن ایک ضعیف سند والی روایت بذاتِ خود ضعیف ہے اور اس مفہوم کی دوسری ضعیف ومردود روایات سے اسے صحیح یا حسن قرار دینا کسی بھی لحاظ سے درست نہیں۔ کیوں کہ ضعیف + ضعیف + ضعیف + ضعیف سے ضعف بڑھتا ہے کم نہیں ہوتا۔ امام ترمذی کے علاوہ عام محدثین کے ہاں بھی ایسی روایات حجت کے قابل نہیں۔

علامہ ابوبکر بن العربی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((وَلَيْسَ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ حَدِيْثٌ يُعَوَّلُ عَلَيْهِ لَا فِيْ فَضْلِهَا وَلَا فِي نَسْخِ الْاٰجَالِ فِيْهَا فَلَا تَلْتَفِتُوْا اِلَيْهَا))

”شعبان کی پندرہویں رات اور اسکی فضیلت کے متعلق کوئی بھی حدیث قابل اعتماد نہیں اور نہ ہی اس رات موت کے فیصلے کی منسوخی کے متعلق کوئی (صحیح) روایت ہے۔ لہٰذا آپ ان ناقابل اعتماد کیطرف ذرہ بھی التفات نہ کریں۔“ احکام القرآن (۳/۱۶۹۰)

معلوم ہوا کہ شعبان کی پندرہویں رات بھی عام راتوں جیسی ایک رات ہے اسکی کوئی خاص فضیلت کتاب وسنت میں نہیں آئی۔ لہٰذا اس میں بھی عام راتوں کیطرح اپنی عادت کے مطابق ہی عبادت

کرنی چاہیے۔ جس طرح شعبان کی پندرہویں رات کے متعلق کتاب وسنت سے کچھ ثابت نہیں ایسے ہی پندرہویں دن کے متعلق بھی کوئی خاص حکم یا فضیلت کتاب وسنت میں نہیں آئی۔ اس لیے اس دن کو خاص کر کے روزہ رکھنا درست نہیں۔

شعبان کی پندرہویں شب میں ہونے والی بدعات بے شمار ہیں جیسے:

① صلاۃ الخیر یا صلاۃ الفیہ ② قبرستان جانا
③ مساجد اور گھروں میں چراغاں کرنا ④ مساجد میں اجتماع اور شور وغوغا
⑤ آتش بازی ⑥ حلوہ خوری ⑦ مسور کی دال پکانا
⑧ برتنوں کا بدلنا اور گھروں کی لیپائی وغیرہ ⑨ بی بی فاطمہ ؓ کی فاتحہ
⑩ شب برات کی نیت سے ساری رات کا قیام اور دن کو روزہ رکھنا

بقیہ صفحہ (۲)

ایک گستاخ رسول کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ)) ''کون ہے جو کعب بن اشرف کا علاج کرے'' کیونکہ اس نے اللہ اور اسکے رسول کی گستاخی کی ہے تو محمد بن مسلمہ ؓ نے اسکا کام تمام کر دیا۔ (بخاری: ٤٠٣٧)

''ایک نابینا صحابی ؓ کی ام ولد (لونڈی) گستاخ رسول تھی اس صحابی ؓ نے اسکو مغول (باریک نیزے والی لاٹھی) سے واصل جہنم کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسکا خون رائیگان قرار دیا۔''

سنن ابی دائود ، الحدود، باب الحکم فیمن سب النبی ﷺ (٤٣٦١) سنده حسن

امت مسلمہ پر من جانب اللہ یہ فرض ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی توقیر وتعظیم کرے اور اپنی جان ومال سے ہر موقع پر آپ ﷺ کی نصرت وحمایت کرے۔ نیز رسول محتشم ﷺ کا بھی تمام مسلمانوں پر یہ حق ہے کہ وہ ہر گستاخ رسول کو کیفر کردار تک پہنچائیں۔

احکام و مسائل

روزے کے مسائل

ابن بشیر الحسینوی (قصور)

چاند کو دیکه کر رمضان کے روزے شروع کرنا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهِ..)) چاند دیکھ کر روزہ رکھو۔ (صحیح البخاری :١٩٠٩ ، صحیح مسلم : ١٠٨١)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا ذکر کیا اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ((لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ ...)) ''اس وقت تک تم روزہ نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو۔''

(صحیح البخاری : ١٩٠٦ ، صحیح مسلم : ١٠٨٠)

چاند دیکه کر هي روزے ختم کرنا :

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوْا شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ)) ''چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی افطار کرو۔ اگر تم پر مطلع ابر آلود ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کر لو۔''

(صحیح البخاری : ١٩٠٩ ، صحیح مسلم : ١٠٨١)

فرضي روزه کي نيت رات کو کرنا ضروري هے :

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

((لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يُجْمِعْ قَبْلَ الْفَجْرِ))

'' جو شخص فجر سے پہلے نیت نہ کرے، اس کا روزہ نہیں ہے۔''

(سنن النسائی ٤/١٩٧ ح ٢٣٣٨ وسندہ صحیح)

☆ : نفلی روزوں کی دن کو بھی نیت کر سکتے ہیں۔ دیکھیں: صحیح البخاری (١٩٢٤)

فرضي روزه كي روزانه رات كو نيت كرني چاهئے :

اوپر والی حدیث بھی اس پر صادق آتی ہے اور امام ابن المنذر النیشاپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''اجماع ہے کہ جس نے رمضان کی ہر رات روزہ کی نیت کی اور روزہ رکھا، اس کا روزہ مکمل ہے۔'' (کتاب الاجماع ص ۳۸ مترجم) نیز دیکھئے: صحیح ابن خزیمہ (۲۱۲/۳)

تنبیه :((وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ)) کے مروجہ الفاظ سے روزہ کی نیت کرنا حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

فائدہ: نیت دل کا فعل ہے نہ کہ زبان کا۔

سحري كهانا

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحَرِ))

''ہمارے اور اہلِ کتاب کے روزوں کے درمیان حدِ فاصل سحری کھانا ہے۔''

(صحیح مسلم : ۱۰۹۶)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تَسَحَّرُوْا فَإِنَّ فِي السُّحُوْرِ بَرَكَةً)) ''سحری کا کھانا کھاؤ، بے شک سحری کے کھانے میں برکت ہے۔'' (صحیح البخاری : ۱۹۲۳ ، صحیح مسلم : ۱۰۹۵)

مومن کی بہترین سحری کھجور کا کھانا ہے۔

(سنن ابی داود : ۲۳۴۵ وسندہ صحیح ، صحیح ابن حبان : ۸۸۳)

سحری تاخیر سے کھانی چاہئے اذانِ فجر اور سحری کھانے کا درمیانی وقت تقریباً پچاس آیات (پڑھنے کے برابر) کا ہونا چاہئے۔ (صحیح البخاری : ۱۹۲۱ ، صحیح مسلم : ۱۰۹۷)

رات كے شروع هوتے هي (يعني غروبِ آفتاب كے فوراً بعد) روزه افطار كرنا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ﴾ [البقرہ : ١٨٧]

''پھر رات تک (اپنے) روزے پورے کرو۔''

افطاری کرنے میں جلدی کرنی چاہیئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ ہمیشہ بھلائی پر رہیں گے جب تک وہ افطاری میں جلدی کریں گے۔''

(صحیح البخاری : ١٩٥٧ ، صحیح مسلم : ١٠٩٣)

روزوں کي راتوں ميں اپني بيوي سے همبستري کرنا جائز هے :

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ﴾

''روزوں کی راتوں میں تمھارے لئے اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کردیا گیا ہے۔''

[البقرہ : ١٨٧]

رات کو روزہ نهيں هوتا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''پھر رات تک اپنے روزے پورے کرو۔'' (البقرہ : ١٨٧)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس دلیل کی روشنی میں فرمایا کہ ''یہ اس شخص کی دلیل ہے جس نے کہا کہ رات کو روزہ نہیں ہے۔'' (صحیح بخاری قبل ح ١٩٦١)

روزے کے احکام

رمضان کے روزے فرض ہیں۔ (البقرہ: ١٨٤ ، ١٨٥ ، خ: ٨ م: ١٠٨٠)

فرضی روزہ کی نیت رات کو فجر سے پہلے کرنا ضروری ہے۔

(سنن النسائی:٢٣٣٨ ،وسندہ صحیح)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرضی روزے مراد لیے ہیں نفلی نہیں۔''

(صحیح ابن خزیمہ:قبل ح١٩٣٥)

فرضي روزے کي روزانه رات کو نيت کرني چاهيے :

اوپر والی حدیث اس پر صادق آتی ہے۔ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے ((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ

بِالنِّيَات)) پر باب باندھا ہے کہ:

”روزے کی اس دن فجر طلوع ہونے سے پہلے روزانہ نیت کرنا واجب ہے، برخلاف اس آدمی کے جس نے کہا ہے کہ ایک دفعہ کی نیت تمام مہینے کے لیے کافی ہے۔“

(صحيح ابن خزيمه:قبل ح١٩٣٤)

اور امام **ابن المنذر النیشابوری** رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اجماع ہے کہ جس نے رمضان کی ہر رات روزہ کی نیت کی اور روزہ رکھا اس کا روزہ مکمل ہے۔“ (کتاب الاجماع:رقم١٢٣)

وصال (بغیر افطاری اور سحری کے روزہ رکھ لینا) منع ہے۔

(بخاری:١٩٦٢ ، مسلم:١١٠٢)

روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنی چاہیئے۔ (بخاری :١٩٥٧ ، مسلم :١٠٩٨)

سحری دیر سے کھانی مستحب ہے۔

(مصنف عبدالرزاق: ٧٥٩١ ، صححه ابن حجر: فتح الباری: ٧١٣/٤)

سینگی لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (بخاری:١٩٣٨)

دوران روزہ سرمہ لگانا جائز ہے۔(ابن ماجه:١٦٧٨ ،صححه البانی)

دوران روزہ جھوٹ سے پرہیز لازم ہے۔ (بخاری :١٩٠٣)

لغو اور بے ہودہ باتوں سے پرہیز لازم ہے۔ (صحيح ابن خزيمه: ١٩٩٦)

حالت جنابت میں روزہ رکھنا جائز ہے۔ (بخاری : ١٩٢٦ ، مسلم :١١٠٩)

دوران روزہ بیوی کا بوسہ لینا جائز ہے۔(أبو داود:٢٣٨٥ صححه البانی)

گرمی کی وجہ سے دوران روزہ غسل کرنا مسنون ہے۔

(أبو داود:٢٣٦٥ ، صححه البانی)

مبالغہ سے ناک میں پانی نہیں چڑھانا چاہیئے۔(ترمذی :٧٨٨ ، صححه البانی)

روزہ افطار کرنے کی دعا:

((ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰه))

(أبو داود: ۲۳۵۷، حسنه البانی)

روزہ کس چیز سے افطار کرنا چاہئے: تازہ کھجور، یا چھوہارے یا پانی سے کرنا چاہیے۔

(أبو داود: ۲۳۵٦، صححه البانی)

افطار کروانے والے کو روزہ دار کے مثل اجر ملے گا۔

(ترمذی: ۸۰۷، صححه البانی)

مریض یا مسافر پر روزہ ضروری نہیں پھر قضاء لازم ہے۔ (البقرہ: ۱۸٤)

اسی طرح حائضہ (اور نفاس) والی عورت بعد میں قضائی دے گی۔

(بخاری: ۳۲۱، مسلم: ۳۳۵)

دوران سفر روزہ رکھنا بھی جائز ہے۔ (بخاری: ۱۹٤۳، مسلم: ۱۱۲۱)

جس آدمی کے ذمے روزے تھے وہ فوت ہو جائے تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھے۔ (بخاری: ۱۹۵۲، مسلم: ۱۱٤۷)

روزہ باطل کرنے والے امور:

جان بوجھ کر کھانا، پینا۔ (بخاری: ۱۸۹٤)

لیکن بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (بخاری: ۱۹۳۳، مسلم: ۱۱۵۵)

جماع کرنا۔ (بخاری: ۱۹۳٦، مسلم: ۱۱۱۱)

اس کا کفارہ یہ ہے کہ: ایک گردن آزاد کرنا اس کی طاقت نہیں تو دو ماہ کے پے در پے روزے رکھنا اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا۔

(بخاری: ۱۹۳٦، مسلم: ۱۱۱۱)

اگر بھول کر جماع کر لیا تو ایسے شخص پر کفارہ لازم نہیں ہے۔

(مستدرك حاكم: ۱/۳٤۳۰)

جان بوجھ کرقے کرنے سے روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

(أبو داود: ۲۳۸۰، صححه البانی)

حیض (اورنفاس) کے شروع ہونے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔(بخاری:۱۹۵۱)

لیلۃ القدر کے احکام

لیلۃ القدر کے احکام درج ذیل ہیں:

۱۔ یہ برکت والی رات ہے۔(الدخان : ۳)

اس میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ (الدخان : ٤)

یہ رات ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ (القدر : ۳)

اس رات روح الامین اور فرشتے اپنے پروردگار کے اذن سے ہر حکم لے کر نازل ہوتے ہیں۔

(القدر : ٤)

یہ رات سراسر سلامتی ہے طلوع فجر تک۔ (القدر : ٥)

اس رات قرآن مجید نازل ہوا۔ (القدر : ١)

۲۔لیلۃ القدر کو تلاش کرنا:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:((**تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِيْ الْوِتْرِ مِنْ الْعَشْرِ الآوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ**)) ”رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔“ (صحیح البخاری : ۲۰۱۷، صحیح مسلم : ۱۱٦۹)

۳۔ لیلۃ القدر کے قیام کا ثواب:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”جس شخص نے لیلۃ القدر کا قیام، ایمان اور ثواب سمجھ کر کیا، اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔“

(صحیح البخاری : ۱۹۰۱، صحیح مسلم : ۷٥۹)

۴.لیلۃ القدر کي دعا:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! اگر مجھے لیلۃ القدر کا علم ہو جائے تو میں کیا کہوں..؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: کہو:

((اللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ))

"اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے معافی کو پسند فرماتا ہے پس تو مجھے معاف کردے۔"

(سنن الترمذی : ٣٥١٣ وقال: حسن صحیح وھو صحیح)

۵۔لیلۃ القدر کي علامات:

اس کی صبح کو سورج طلوع ہوتا ہے تو وہ بلند ہونے تک ایک تھال کی طرح ہوتا ہے۔ اس کی شعاع نہیں ہوتی۔ (صحیح مسلم : ٧٦٢)

۶۔ لیلۃ القدر کی نماز عشاء باجماعت پڑھنے والا ایسے ہی ہے جیسے اس نے لیلۃ القدر کی فضیلت کو پالیا ہے۔

(صحیح ابن خزیمه ٣/٣٣٣ ح ٢١٩٥ وسنده حسن ، عقبة بن أبی الحسناء وثقه ابن خزیمه و ابن حبان)

۷۔رمضان کے آخري عشرہ کي راتوں میں سخت محنت کرنا:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رمضان المبارک کے آخری دس دن آتے تو رسول اللہ ﷺ کمر بستہ ہو جاتے، رات کو جاگتے اور اپنے اہل وعیال کو بھی بیدار کرتے۔

(صحیح البخاری : ٢٠٢٤ ، صحیح مسلم : ١١٧٣)

ایک رات کا اعتکاف بھی صحیح ہے۔

(صحیح البخاری : ٢٠٣٢ ، صحیح مسلم : ١٦٥٦)

پانچ چیزیں

حافظ محمد سلیمان بٹ (شعبہ تجوید القرآن)

پانچ چیزیں آدمی کی سعادت مندی کی علامت ہیں:

۱۔ زن موافق
۲۔ اولاد نیک
۳۔ متقی دوست
۴۔ ہمسایہ نیک
۵۔ اپنے شہر میں روزی

محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ

شیخ الحدیث والتفسیر مولانا **محمد اعظم** حفظہ اللہ
ناظم تعلیمات مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان
ناظم امتحانات وفاق المدارس السلفیہ پاکستان

نسب نامہ: محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ بخاری جعفی امام بخاری رحمہ اللہ کے جد امجد بردزبہ مجوسی تھے اسی حالت میں فوت ہوگئے بردزبہ کا فرزند مغیرہ بخارا کے حاکم یمان جعفی کے ہاتھ پر اسلام لائے، دیار عرب میں دستور تھا کہ جس کے ہاتھ پر اسلام لاتے اسی کی طرف نسبت ہو جاتی اس کو نسبت ولا کہتے ہیں امام بخاری رحمہ اللہ کو اسی وجہ سے جعفی بھی کہتے ہیں وگرنہ وہ اس خاندان میں سے نہیں تھے امام بخاری رحمہ اللہ کے والد اسماعیل جلیل القدر محدث تھے اور امام حماد بن زید و امام مالک رحمہما اللہ کے شاگرد ہیں۔

ولادت: امام بخاری رحمہ اللہ ۱۳ شوال ۱۹۴ ہجری بعد نماز جمعہ بخارا میں پیدا ہوئے امام بخاری رحمہ اللہ کی کم سنی میں ہی باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا تعلیم و تربیت والدہ نے فرمائی بچپن میں آپ کی بینائی جاتی رہی ماں نے بارگاہ الہی میں دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے دعا کو قبول فرمایا امام بخاری رحمہ اللہ کو نور نظر سے نوازا گیا امام بخاری رحمہ اللہ کو بچپن سے ہی حدیث کا بے حد شوق تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کو صرف حدیث کیلئے پیدا کیا گیا تھا دس سال کی عمر میں ابتدائی تعلیم کے بعد علامہ داخلی کے درس میں شریک ہونے لگے گیارہ سال کی عمر میں استاد علامہ داخلی سے ایک واقعہ پیش آیا علامہ داخلی نے ایک سند پیش کی ”سفیان عن ابی زبیر عن ابراھیم“ امام بخاری رحمہ اللہ نے انکو ٹوکا کہ ابو زبیر ابراہیم سے بیان نہیں کرتا استاد نے پوچھا کہ سند کیسے ہے امام صاحب نے فرمایا سفیان عن زبیر (ھو ابن عدی) عن ابراھیم جب استاد نے اصلی مسودہ دیکھا تو امام بخاری رحمہ اللہ کی بات درست تھی ۱۶ سال کی عمر میں امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی تمام کتب یاد کرلیں۔

سفر علم: ۲۱۰ ہجری میں اپنی والدہ اور بھائی کے ساتھ حج کیلئے مکہ کی طرف روانہ ہوئے سفر

حج کے بعد طلب حدیث کیلئے مکہ ہی میں رہ گئے مکہ کے بعد عمر عزیز کے اٹھارویں برس ۲۱۲ ہجری میں مدینہ پہنچے شیوخ مدینہ سے علم حاصل کیا اس کے بعد طلب حدیث میں بصرہ کا چار مرتبہ سفر اختیار کیا ، کوفہ، بغداد، شام ، مصر جزیرہ، خراسان، مرو اور بلخ وغیرہ کا سفر کیا جعفر بن محمد فرماتے ہیں مقدمہ فتح الباری میں ہے **کتبت عن الف من العلماء زیادۃ ولیس عندی حدیث الا اذکر اسنادہ** میں نے ایک ہزار سے زائد اساتذہ سے حدیثیں لکھیں ہیں اور سند کے بغیر کوئی حدیث یاد نہیں کرتا۔

حافظہ امام بخاری : امام بخاری رحمہ اللہ کو خدا نے عجیب حافظہ عطاء کیا تھا بزم علمی میں آئے ہوئے چند سال ہی گزرے تھے کہ ہر طرف انکی ذہانت ، حافظہ اور فطانت کا چرچہ تھا حاشد بن اسمٰعیل راوی کہتے ہیں کہ جب ہم مشائخ بخارا سے پڑھتے تھے تو ہم لکھتے تھے امام بخاری رحمہ اللہ نہیں لکھتے تھے چار دن کے بعد ہم نے کہا آپ لکھتے کیوں نہیں ہم اس وقت پندرہ ہزار سے زائد احادیث لکھ چکے تھے وہ تمام حدیثیں امام بخاری رحمہ اللہ نے زبانی سنا دیں۔ ہم نے جان لیا کہ جو نایاب خزانہ ہمارے کاغذوں میں ہے وہ امام بخاری رحمہ اللہ کے سینے میں محفوظ ہے ہمیں بخاری کی یاداشت سے اپنے نوشتوں کی اصلاح کرنی پڑی بصرہ میں علماء ومحدثین نے امام صاحب کے علم وفضل کا امتحان لیا تمام محدثین نے جان لیا کہ امام بخاری رحمہ اللہ علم ، حافظہ اور ذہانت میں غیر معمولی ہیں حاضرین مجلس امام صاحب کی طفلانہ صورت عالمانہ سیرت دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے بڑے بڑے محدثین اساتذہ کرام نے امام بخاری رحمہ اللہ کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیا ''تاریخ ابن خلقان'' میں ہے کہ مختلف علاقوں سے علم وفضل کے پھول چنتے چنتے آپ بغداد پہنچے تو علماء نے امتحان لیا دس حدیثیں سند تبدیل کر کے پیش کیں اور پھر دس دس حدیثیں دس آمیوں نے پیش کیں امام صاحب نے انکی غلط اور تبدیل شدہ کل ۲۰۰ حدیثیں پیش کر دیں الغرض ہر ایک کا متن ، سند ترتیب وار بیان کر دیا حاضرین مجلس آپ کی زبردست قوت حافظہ دیکھ کر حیران رہ گئے ہر ایک آپ کے علم وفضل اور فہم وفراست سے مدح خواں ہو کر مجلس سے نکلا۔

تصنیف وتالیف: ۱۸ سال کی عمر میں ''قضایا صحابہ'' روضۃ من ریاض الجنۃ میں بیٹھ کر کتاب لکھی، کتاب التاریخ چاندنی میں لکھی اسکے علاوہ ''جزء القراۃ'' وغیرہ سب سے زیادہ اہم اور

بلند پایہ تصنیف صحیح بخاری ہے یہی وہ تصنیف ہے جس نے امام بخاری رحمہ اللہ کی شخصیت کو غیر معمولی بنا دیا ہے ۱۶ سال کی طویل مدت میں بڑی جانکاہی اور دیدہ دلیری کے بعد کتاب زیور تکمیل سے آراستہ ہوئی ایک حدیث کے لکھنے کیلئے غسل پھر دو رکعت نماز اور پھر استخارہ کرنے کے بعد حدیث تحریر فرماتے یہی ایک تصنیف ہے جسکا لقب ''**اصح الکتب بعد کتاب اللہ**'' ہے، امام صاحب کی ۱۲۲ اہم تصنیفات ہیں تاریخ صغیر، تاریخ اوسط، جامع کبیر، کتاب الھبتہ، کتاب الضعفاء، کتاب اسامی الصحابہ، کتاب العلل، کتاب مبسوط اور الادب المفرد وغیرہ۔

درس وافتاء: امام بخاری رحمہ اللہ کا حافظہ فقاہت علم رجال میں کامل مہارت اور علل حدیث پر عبور ایسے حقائق تھے جنہوں نے لوگوں کو مجبور کردیا کہ وہ امام صاحب کے درس وافتاء سے فائدہ حاصل کریں امام بخاری رحمہ اللہ نے اگرچہ اپنے احباب اور اساتذہ کے اصرار سے طالب علمی کے زمانہ میں فتویٰ دینا شروع کردیا تھا مگر تحصیل علم کے بعد جب بخارا میں مجلس درس قائم کی تو مستقل افتاء کا کام شروع کردیا گو امام بخاری رحمہ اللہ کے تلامذہ نے انکے فتاویٰ کو کتابی شکل دینے کا خاص اہتمام نہیں کیا لیکن صحیح بخاری کے ابواب تراجم بھی فتاویٰ کے کسی مستقل اور مرتب مجموعے سے کم حیثیت نہیں رکھتے آپ پر جو مسئلہ پیش کیا جاتا قرآن وسنت رسول ﷺ یا آثار صحابہ سے اسکا جواب دیتے اگر تین ماخذوں سے کوئی دلیل نہ ملتی تو سکوت بہتر سمجھتے یہی وجہ ہے کہ بخاری میں بعض مقامات ابواب اور تراجم حدیث سے خالی ہیں۔

حدیث اور امام بخاری رحمہ اللہ: فن حدیث میں علماء امت نے امام بخاری رحمہ اللہ کا جو مقام مانا ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے جس طرز سے اس مقدس فن کی خدمت کی ہے یہ حقیقت ناقابل انکار ہے امام بخاری رحمہ اللہ اور علم حدیث لازم ملزوم چیزیں ہیں علامہ فربری نے بیان کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ سے انکی زندگی میں صحیح بخاری سننے والوں کی تعداد ۹۰ ہزار تک پہنچتی ہے تدوین حدیث کے سلسلہ میں سب سے اہم خدمت انہوں نے حدیث کی تدوین کے ساتھ فقہ حدیث کی تدوین بھی کی ہے صحیح بخاری جہاں صحت میں یکتا ہے وہاں فقاہت میں بھی یگانہ ہے ''تاریخ الرجال'' اس سلسلہ کی اہم کڑی ہے کیونکہ صحیح حدیثوں کا انتخاب اور انکی جانچ پڑتال ایک غیر معمولی کام تھا اور یہ اسکے بغیر سرانجام نہیں

پاسکتا تھا کہ راویوں کے تفصیلی حالات منظر عام پر آئیں صحیح بخاری ایک ایسے مجموعے کی حیثیت سے دنیا کے سامنے آئی جس میں عقائد عبادات وغیرہ کم وبیش ۴۵ اصولی مسائل ہیں جن کی صحیح بخاری میں تفصیلی بحث ہے اگر اسکو اسلامی علوم کا انسائیکلوپیڈیا کہا جائے تو بالکل صحیح ہوگا۔

فقه اورامام بخاري رحمہ اللہ : امام بخاری رحمہ اللہ کو فقیہ ثابت کرنے کیلئے خارجی اور لفظی دلائل کی ضرورت نہیں ہے دنیا میں کسی شخصیت کو سمجھنے کیلئے اس کے اساتذہ اور تلامذہ کے آراء تقریریں تحریریں تصانیف سب سے بہتر اور صاف آئینہ بن سکتی ہیں امام بخاری رحمہ اللہ ‘‘امام المحدثین’’ ہونے کے ساتھ ساتھ ‘‘**فقيه هذه الامة**’’ بھی تھے ‘‘ائمہ عظام’’ امام بخاری رحمہ اللہ کو ‘‘**افقه الناس**’’ اور ‘‘**سيد الفقهاء**’’ کے لقب سے ملقب کرتے تھے۔

اخلاق وعادات وزهد وتقوي: آپکی زندگی سادہ اور غریب نادار طلبہ کی مدد کرتے گزری اور آپ غریبوں مسکینوں کی مشکلات میں ہاتھ بٹاتے آپکی طبیعت بہت خوددار تھی بھوکے پیاسے رہ کر علم حدیث حاصل کیا آپ ایک زبردست عالم، محدث متقی، ناقد اور مورخ بھی تھے امام صاحب نے زندگی بھر غیبت نہیں کی خود فرماتے تھے کہ قیامت کے روز مجھ سے غیبت کا سوال نہ ہوگا رحم دلی خداترسی بھی انکی زندگی کا جزء بن چکی تھی۔

وفات: حاکم بخارا احمد بن احمد ذہلی کا قاصد آپ کے پاس پہنچا اور حاکم کی طرف سے یہ درخواست کی کہ آپ اپنی کتاب ‘‘بخاری شریف’’ اور کتاب التاریخ’’ ہمیں آ کر سنایا کریں، امام بخاری نے فرمایا کہ امیر بخارا سے کہہ دو کہ علم دین حاکم اور امراء کے آستانوں پر جا کر نہیں پڑھایا جاتا اگر دین کی تڑپ ہے تو میرے مکان اور مسجد میں آ کر عام مسلمانوں کی طرح سنو والی بخارا کو یہ جواب ناگوار گزرا اس نے درباری ملاؤں کی ملی بھگت سے امام صاحب پر تہمت لگائی کہ آپ قرآن کے الفاظ کے مخلوق ہونے کے قائل ہیں اسی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ کو جلاوطن کردیا گیا آپ کے دل پر اس کا بے حد اثر ہوا فرمایا ان لوگوں نے جو میرے ساتھ سلوک کیا ہے اللہ انکو اسکا بدلہ دے گا۔ چنانچہ ایک ماہ بعد والی بخارا کو معزول کر کے قید کرلیا گیا اور قید میں ہی دم توڑ گیا امام صاحب کے رشتہ دار سمرقند کے قریب ایک گاؤں خرتنگ میں رہتے تھے وہاں آپ چلے گئے باقی کے دن وہاں گزارے آپ اللہ سے

دعا گو ہوئے کہ اے اللہ یہ دنیا وسیع ہونے کے باوجود مجھ پر تنگ ہو چکی ہے۔ اے خدا مجھ کو اٹھا لے اہل سمرقند نے دعوت دی سفر کا ارادہ بھی کیا لیکن آپ نہ جا سکے عید الفطر یکم شوال ۲۵۶ ہجری بعد نماز عشاء آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور جان جان آفریں کے سپرد کر دی جنازہ اٹھا تو سمرقند اور ارد گرد کا بچہ بچہ جنازے کے ساتھ تھا نماز فجر کے بعد علم و عمل، زہد و تقویٰ کے مجسمے کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ (**انا للہ وانا الیہ راجعون**) ﴿**کل من علیها فان ویبقی وجه ربك ذوالجلال والاکرام**﴾ (القرآن) ۱۳ دن کم ۶۲ برس کی عمر میں وفات پائی (بحوالہ تذکرہ الحفاظ، فتح المغیث، تہذیب الاسماء) دوسرا قول یہ ہے کہ ۱۰ شوال کو وفات پائی لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے فتح المغیث میں ہے کہ دفن کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ کی قبر سے ایسی خوشبو پیدا ہوئی جو کہ عنبر کے مشابہ تھی دور دور تک پھیل گئی لوگ بطور تبرک امام بخاری رحمہ اللہ کی قبر سے مٹی لے جاتے اہل خرتنگ کو خوف ہوا قبر کے ارد گرد احاطہ کر دیا گیا وگرنہ قبر کی مٹی نہ بچ سکتی تھی۔ (بحوالہ مقدمہ فتح الباری)

جمال ہمنیش در من اثر کرد
وگرنہ من ہما خاکم کہ ہستم

الجامع الصحیح: امام بخاری رحمہ اللہ کی تصنیفات تقریباً (۲۲ بائیس) ہیں ان میں سے مہتم بالشان جامع صحیح بخاری ہے جس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے ۱۶ سال کی مدت میں مکمل کیا۔ "**صنفت کتابی الصحیح فی ستة عشرة سنة**" (بحوالہ وفیات الاعیان صفحہ نمبر ۳۳ جلد دوئم) الجامع الصحیح کا پورا نام "**الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول الله وسننه وایامه**" جامع وہ ہے جس میں فن حدیث کے آٹھ باب ہوں آٹھ ابواب یہ ہیں نمبر ۱۔ توحید، نمبر ۲۔ احکام، نمبر ۳۔ آداب، نمبر ۴۔ فتن، نمبر ۵۔ تاریخ وسیر، نمبر ۶۔ رقاق، نمبر ۷۔ مناقب، نمبر ۸۔ تفسیر، صحیح جس کی تمام احادیث صحیح ہوں اگر کوئی معلل شاذ روایت ہو تو ضمناً المسند بطور تاکید کے ہے۔ سنن وہ ہے جو آپ کے اقوال و احوال پر مشتمل ہو۔

ایام: امام بخاری رحمہ اللہ نے دور جاہلیت کے بعض ایسے واقعات کا بھی ذکر کیا ہے جن کا آپ کی زندگی سے تعلق ہے۔

مقبولیت الجامع الصحیح : حافظ ابن صلاح کہتے ہیں "**کتابھما اصح الکتب بعد کتاب اللہ ثم ان کتاب البخاری اصح الکتابین صحیحا واکثرھا فوائد**" (بحوالہ مقدمہ ابن صلاح) **امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں.** "**اجود ھذہ الکتب کتاب البخاری**" (بحوالہ تھذیب الاسمآء والصفات صفحہ ۷۴ جلد نمبر ۱) **ابوزید مروزی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان سویا ہوا تھا کہ آنحضرت ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا امام شافعی رحمہ اللہ کی کتاب کا درس دیتا ہے میری کتاب کا درس کیوں نہیں دیتا انہوں نے عرض کیا آپ ﷺ کی کون سی کتاب ہے تو کہا محمد بن اسماعیل کی جامع صحیح** (بحوالہ فتح الباری جلد نمبر ۱ صفحہ ۵۷۷) **شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص جامع صحیح کی عظمت کا قائل نہ ہو وہ مبتدع ہے اور مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلتا ہے** (بحوالہ حجۃ اللہ صفحہ نمبر ۲۹۷ جلد نمبر ۱) **امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں بخاری شریف کے پڑھنے سے قحط سالی دور ہوتی ہے قحط کے زمانہ میں اس کے ختم سے بارش کا نزول ہوتا** (بحوالہ ارشاد الساری صفحہ۲۹ جلدنمبر ۱) **امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں** "**لولا البخاری لماجاء مسلم**" (بحوالہ فتح الملھم شرح صحیح مسلم)

دیگر تصنیفات: الادب المفرد، خلق افعال العباد، جزء رفع الیدین، قراءۃ خلف الامام، برالوالدین، کتاب الضعفاء، تفسیر کبیر، کتاب الاشربۃ، کتاب الکنیٰ، کتاب الفوائد، کتاب العلل، کتاب المناقب، کتاب الوحدان

معلقات بخاري: **معلقات وہ روایات ہیں جن کی سند حذف کردی گئی ہو خواہ کل سند حذف یا بعض** (بحوالہ مقدمہ فتح الباری صفحہ۱۸) **معلقات کے سلسلہ میں حافظ ابن صلاح رحمہ اللہ نے فرمایا جو معلقات صیغ جزم سے مروی ہیں مثلاً (قال ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ کذا قال ابن عباس کذا) یہ صیغ جزم ویقین ہیں انکی صحت قطعی طور پر ثابت ہے اور جو صیغ مجہول سے مروی ہیں جیسے (عن رسول اللہ ﷺ یا روی عن مجاھد کذا) تو ان میں صحت کا کامل وثوق نہیں ہے کیونکہ اس قسم کی عبارتیں ضعف حدیث کیلئے بھی استعمال ہوتی ہیں لیکن باوجود اسکے کہ جب امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے جامع میں درج فرمایا تو صحت سے گرا ہوا قرار نہیں دیا جاسکتا فرماتے ہیں (ومع ذلک فایرادہ لہ فی اثناء**

الصحیح مشعر بالصحة اصله اشعار ایونس به ویر کن الیه) (بحواله مقدمه ابن صلاح صفحه نمبر ۱۱ ظفر الا مانی صفحه۶۸) یعنی امام بخاری رحمہ اللہ کا اپنی جامع صحیح میں ایسی روایات کا نقل کرنا ہی ضمانت کیلئے کافی ہے کہ حدیث میں اصل صحت موجود ہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صیغ تمریض کے معلقات موجب قدح بلکہ بسا اوقات بعض روایات حسن بلکہ صحیح بھی ہوتی ہیں۔ (بحواله فتح المغیث صفحه نمبر ۲۰ علامه عینی عمدة القاری صفحه ۱۰) **معلقات بصیغ** تمریض جیسے قیل یا روی سے بیان کیا جائے وہ صحت سے گری نہیں ہوتی **(اذلو کان واھیا لما ادخله فی صحیحه)** معلقات میں مرفوع وموقوف سب روایتیں شامل ہیں۔ حافظ ابن حجر معلقات مرفوع کے متعلق لکھتے ہیں **(ان جمیع مافیه صحیح باعتبار انه کله مقبول الا النادر)** یعنی تقریبا سب مرفوع معلقات صحیح وقابل قبول ہیں اور معلقات موقوفہ میں بعض ایسی ہیں جنکی صحت پر امام بخاری رحمہ اللہ کو اطمینان ہے اور بعض میں کچھ ضعف ہے مگر شہرت وکثرت سے اس میں قوت آجاتی ہے۔

نوٹ: بہر حال امام بخاری رحمہ اللہ ایسی موقوف روایات اور اقوال صحابہ اور فتاویٰ تابعین کو اصل حدیث صحیح کی تائید وتوضیح کیلئے ضمنا لاتے ہیں لیکن صحت بخاری پر ان معلقات کے لانے سے کچھ ضرر نہیں کیونکہ احادیث مسندہ متصلہ ہی مقصود بالذات ہیں اور وہ ہی معیار صحت ہیں اور وہ سب کی سب بحمد اللہ غایت درجہ صحت میں ہیں (بحواله مقدمه فتح الباری ص ۵۳۷) علامہ عبدالحی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جن معلقات کے اسناد میں ضعف ہوتا ہے کثرت طرق سے ان میں قوت آجاتی ہے (بحواله ظفر الامانی ص ۷۴) حافظ ابن صلاح مقدمہ ابن صلاح ص ۳۰ میں فرماتے ہیں **(فان الشواھد یحتمل فیھا ما لیس من شرط الصحیح معلقا کان او موصولا)** یعنی معلقات بلکہ موصول روایات بھی اگر شواہد کے طور پر ہوں تو ان میں شرائط صحت کی پوری پابندی مشروط نہیں ہوتی کیونکہ ان سے تائید مزید مقصود ہوگی علامہ عینی عمدۃ القاری ص ۱۰ پر فرماتے ہیں معلقات وشواہد میں صحت کاملہ نہ ہو تو کچھ حرج نہیں کیونکہ وہ اصالۃ وارد نہیں کیے گئے اور نہ ہی اس سے امام بخاری رحمہ اللہ کے التزام صحت پر کچھ اعتراض وارد ہوتا ہے کیونکہ انکا التزامِ صحت صرف مسندات کیلئے ہے۔

اقسام معلقات: معلقات کی دو قسمیں ہیں (نمبر۱) بعض تو ایسی ہیں جن کو امام صاحب بخاری میں موصول السند روایت کرتے ہیں اور دوسری جگہ محض اختصار کے خیال سے مقطوع السند روایت کرتے ہیں (نمبر۲) بعض تعلیقات کی سند بخاری میں نہیں ہوتی لیکن دوسرے محدثین ومفسرین اصحاب طبقات وتاریخ کی کتابوں میں انکی سند موجود ہوتی ہے۔ (مقدمہ فتح الباری ص۱۸) ان معلقات میں زیادہ حصہ انکا ہے جو خود بخاری میں دوسری جگہ میں موصول السند ہیں اور جن معلقات کو بخاری نے موصول نہیں فرمایا انکی تعداد بہت کم ہے وہ صرف ۱۶۰ ہیں۔ (بحوالہ فتح الملہم ص۳۷) قالہ السیوطی فی تدریب الراوی مقدمہ ابن صلاح ص۳۰ پر ہے (**فان ذکر موصولا فی موضع آخر فھو صحیح بلاریب**) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تمام معلقات کو پوری سندوں کے ساتھ اپنی کتاب **تعلیق التعلیق** میں درج کیا ہے پھر انکی تلخیص مقدمہ فتح الباری میں بھی کردی ہے۔ (بحوالہ مقدمہ فتح الباری)

مسندات بخاري: مسندات بالفاظ دیگر اصولی روایت کے متعلق حافظ ابن حجر وضاحت کے ساتھ لکھتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا جامع صحیح بخاری میں کسی راوی سے تخریج کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ راوی اعلیٰ درجے کا عادل اور ثقہ راوی ہے اور صحیح حافظے والا ہے اور یہ بات راوی کو حاصل نہیں ہے۔ جس سے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں تخریج نہیں فرمایا ہے بس **صحیحین** میں مذکور فرمایا ہے اسکی تعدیل پر جمہور محدثین کا اتفاق ہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے الفاظ ہیں (**من خرج عنه فی الصحیحین فهو عصابة اطباق الجمهور علی تعدیل من ذکر فیهما**) (مقدمہ فتح الباری ص٤٤٤ ارشاد الساری ص۲۳ جلد نمبر ۱) امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اصولی روایات بڑی پاکیزہ سند سے آتی ہیں جس کے رجال اعلیٰ درجہ کے ثقات ہوتے ہیں اور مزید تائید کیلئے جو روایات آتی ہیں انکے رواۃ میں ضعف ہوتا ہے بخاری مسلم اسکو متابعتا لاتے ہیں۔

(مقدمہ نووی ص۱۱) حافظ سخاوی لکھتے ہیں اصولی روایات کے راویوں پر مجہول الحال ہونے کا اطلاق نہیں کیا جاسکتا اور نہ کسی محدث عارف نے ایسے رواۃ پر لفظ جہالت کو جائز قرار دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلی روایات کے راویوں کی عدالت وثقاہت پر جمہور علما کا اتفاق ہے۔

(بحوالہ فتح المغیث ص /۱۳۷) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں امام بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے **(مادخلت فی کتابی الا ماصح)** (بحوالہ فتح المغیث ص ۲۰) حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تمام محدثین کا فیصلہ ہے کہ اس کی تمام روایات قوی اور صحیح ہیں۔ (ظفر الامانی ص ۷۵) محدث ابن دقیق العید فرماتے ہیں **(ان من اتفق الشیخان علی التخریج فھو ثبت عدالتھم بالا تفاق بطریق الاستلزام)** (فتح الباری ص ۹۶۰ پارہ ۳۰) شیخ ابوالحسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ **(الرجال الذی یخرج عنه فی الصحیح جاوز لقنطرة بذلك لایلتفت الی ماقیل فیه)** (مقدمہ فتح الباری ص ۴۴۴ ارشاد الباری ص ۲۴) ابن صلاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں صحیحین کے جن رواۃ پر مسلم بخاری کے علاوہ کسی نے جرح کی ہے اسکے بارہ میں توقف نہیں کیا جاسکتا اسکی حدیث قبول کی جاتی ہے کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ کی تخریج سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جرح غیر معتبر غیر ثابت ہے اسی لیے شک مٹ جاتا ہے راوی کی تعدیل ہوجاتی ہے۔ (مقدمہ ابن صلاح ص ۴۹) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں **(قلت ھذا جرح مردود وقداخرجه الشیخان)** (مقدمہ فتح الباری ص ۵۳۶ جلد ۱) مگر حافظ ابن حجر کی تحقیق یہ ہے کہ احادیث مسند ۷۳۹۷ ہیں حافظ ابن صلاح امام نووی نے بھی ۷۳۹۷ ذکر کیا ہے۔

متابعات بخاری رحمہ اللہ : جن راویوں سے امام بخاری رحمہ اللہ نے متابعات وشواہد میں احتجاج کیا ہے گو وہ درجات حفظ میں مختلف ہیں مگر صادق کا لقب انکو شامل ہے علامہ شمس الدین ذہلی ظفر الامانی ص ۲۵ میں رقم طراز ہیں اصولی روایات سب قوی ہیں لیکن متابعات وشواہد کے رواۃ پر ضعف حفظ کا اعتراض کیا گیا جو کہ بعض ناقدین کیطرف سے تھا لیکن امام بخاری رحمہ اللہ کی معرفت رواۃ اور تخریج سے راوی کی تعدیل وتوثیق ہوجاتی ہے صحیحین میں جتنے راویوں سے تخریج ہوگی وہ شک وشبہ سے بالا ہونگے اور اصولی اور متابعات کے رواۃ میں باعتبار ثقاہت وعدالت اور فرق مراتب ہے (بحوالہ ابن حجر ص ۴۴۴) مقدمہ فتح الباری ارشاد الباری ص ۴۱ جلد نمبر ۱) صاحب انصاف کو سمجھ لینا چاہیے کہ امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں جس راوی سے بھی تخریج کریں انکی یہ تخریج اس راوی کے عادل صحیح الحافظہ ہونے کی دلیل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ متابعت وشواہد کے رواۃ میں

صحت حفظ کا وصف امام کے نزدیک ضرور موجود رہتا ہے۔ اگر چہ اصول روایات و متابعات کے راویوں میں حفظ کے اعتبار سے فرق مراتب ضرور ہے مگر متابعات کے رواۃ بھی وصف صداقت وعدالت سے خالی نہیں ہوتے حافظ رحمۃ اللہ علیہ (فتح المغیث ص۱۳۸) میں فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ معرفت رواۃ اور راوی سے تخریج اسکے ثقہ ہونیکی کافی دلیل ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (مقدمہ فتح الباری ص٤٤٤) میں فرماتے ہیں کہ اگر متابعات وشواہد کے راویوں سے کسی پر کسی امام کا جرح یا طعن ہوگا تو وہ قبول نہ ہوگا جب تک مفسر نہ ہوتو اعتبار نہ ہوگا امام نووی رحمہ اللہ مقدمہ مسلم میں فرماتے ہیں متابعات کے راویوں میں قدرے ضعف ہوتا ہے لیکن اصولی روایات کی تائیدیں ہوتی ہیں۔

نوٹ امتحانی سوال: احادیث معلقات کی تعداد بخاری میں ۱۳۴۱ ہے جو مقدمہ فتح الباری ص۵۵۳ متابعات کی تعداد ۳۴۴ ہے (بحوالہ مقدمہ فتح الباری ص٥٥٦) احادیث مسندات ۷۳۹۷ ہے (مقدمہ فتح الباری ص٥٥١ فتح المغیث ص١٢) جملہ مسندات معلقات متابعات کی تعداد ۹۰۸۲ ہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے موقوف ومقطوع کے علاوہ مسندات متابعات کی تعداد ۹۰۸۲ ہی ذکر کی ہے حافظ ابن صلاح رحمہ اللہ اور امام نووی رحمہ اللہ نے مسندات کی تعداد ۷۲۳۵ کی ہے (تہذیب الاسماء ص٧٥ جلد١) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا شمار ہے ۷۳۹۷ حدیثیں مسندات ہیں۔

تخريج بخاري كي شرائط: شروط پر ائمہ نے مختلف کتابیں لکھیں ہیں محمد بن طاہر مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان ائمہ بخاری، مسلم اور سنن اربعہ کے مصنفین کیساتھ بھی تخریج روایت میں انکی شرائط منقول نہیں ہیں بلکہ انکی کتابوں سے انکا اندازہ لگایا جاسکتا ہے بخاری کی شرائط ہیں کہ وہ ایسی روایات کی تخریج کرتے ہیں جس کے سارے رواۃ صحابی مشہور تک ثقہ ہوں اور انکی ثقاہت پر کبار محدثین کا اتفاق ہو۔ (بحوالہ شروط الائمہ ص١ مصنفہ محمد بن طاهر مقدسی) اسکی سند متصل ہو منقطع نہ ہو جس روایت کے صحابی سے دو یا اس سے زیادہ روای ہوں وہ نہایت ہی اعلی ارفع ہوگی اگر ایک روای ہو اور اسکی سند صحیح ہو تب بھی کوئی مضائقہ نہیں امام مسلم رحمہ اللہ نے بھی ایسے لوگوں سے روایت کی تخریج کی ہے جس کی حدیث کو کسی شبہ کی بنا پر امام

بخاری رحمہ اللہ نے ترک کر دیا تھا۔ جسکی مثال امام زہری رحمہ اللہ کے تلامذہ ہیں جو اوصاف کی کمی اور زیادتی کی وجہ سے پانچ حصوں میں تقسیم کیے گئے ہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے ان میں سے طبقہ اولیٰ سے اصالۃً اور طبقہ ثانیہ سے جن کی احادیث پر انکو اعتماد ہے انکو بخاری میں روایت کیا ہے لیکن بالاستیعاب ایسا نہیں کیا ہے۔ اور امام مسلم رحمہ اللہ نے دونوں طبقوں کی احادیث کو بالاستیعاب بیان کیا ہے اور اسی طرح طبقہ ثالثہ کی روایت کو امام بخاری نے بالکل قبول نہیں کیا لیکن امام مسلم رحمہ اللہ کبھی کبھی ان سے روایت کر لیتے ہیں۔ (تدریب الراوی ص ٤١) اسطرح ابوعبداللہ حاتم نے صحیح کی تعریف کی ہے کہ اسکو مشہور صحابی نبی کریم ﷺ سے روایت کرے پھر اس صحابی سے ثقہ روای روایت کرتے ہوں لیکن صحیحین سے انکا دعویٰ ٹوٹ جاتا ہے۔ کیونکہ شیخین نے بہت سے ایسے صحابہ کی روایات کو نقل کیا ہے۔ جن سے صرف ایک ہی روای نے روایت کیا ہے (بحوالہ تدریب الراوی ص ٣٨) امام بخاری رحمہ اللہ نے کسی روایت کو اس وقت تک اپنی صحیح میں رقم نہیں کیا جب تک یہ یقین نہیں کر لیا کہ روای کو مروی عنہ سے لقاء اور تعلم کا شرف حاصل ہے۔ صرف ہم عصر ہونے کا ان کے ہاں اعتبار نہیں۔

جامع صحیح کی خصوصیات: ① امام بخاری رحمہ اللہ کو دوران تالیف جب کبھی تالیف کا سلسلہ چھوڑنا پڑا تو دوبارہ جب بھی شروع کیا تو اسکی ابتداء بسم اللہ سے کی درمیان میں متعدد جگہوں پر بِسْمِ اللہ مذکور ہے۔

② عام طور پر مشہور ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں صیغہ تمریض سے روایت کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جن معلق روایات کو امام موصوف نے صیغہ جزم سے بیان کیا ہے انکی صحت کا فیصلہ کیا گیا ہے لیکن جب صیغہ تمریض سے بیان کیا کرتے ہیں تو انکی صحت کا حکم تو نہیں لگایا جائے گا لیکن صحیح بخاری میں آجانے کی وجہ سے ناقابل اعتبار بھی نہیں سمجھا جائے گا حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے علامہ نووی رحمہ اللہ کے کلام کا تعاقب کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں صحیح رائے ہمارے شیخ کی ہے امام بخاری رحمہ اللہ صیغہ تمریض کو ضعف اسناد کے ساتھ خاص نہیں کرتے بلکہ جب متن کو بامعنی اختصار کے ساتھ بیان کرنا مقصود ہوتا ہے تو صیغہ تمریض سے اس اختلاف کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

③ صحیح بخاری کا امراض ومصائب، دشمنوں کے خوف وغلبہ کی گرانی وغیرہ میں پڑھنا تریاق ہے۔

④ عام طور پر مشہور ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ جب قال فلان کہتے ہیں تو یہ مذاکرے پر محمول ہوتا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسکا رتبہ تحدیث سے کم ہے اور یہ صیغہ وہاں استعمال کرتے ہیں جہاں روایت انکی شرط پر نہیں ہوتی لیکن یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے کبھی اسکو صیغہ تحدیث سے بھی بیان کر دیتے ہیں۔

⑤ امام بخاری رحمہ اللہ کا معمول ہے کہ جب حدیث میں کوئی ایسا غریب لفظ آجاتا ہے۔ جسکی نظیر کتاب اللہ میں موجود ہے تو اسکی وضاحت میں مفسرین کے اقوال نقل کردیتے ہیں اسطرح کبھی باب کی مناسبت سے آیات قرآنی کی طرف اشارہ فرماتے ہیں اور کثرت آیات کی بجائے صرف اسکے چند الفاظ لکھتے ہیں **کتاب التفسیر، کتاب بدء الخلق** میں کثرت سے اسکی مثالیں موجود ہیں۔

⑥ امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ خاص امتیاز ہے کہ اس میں بائیس روایات ثلاثی ہیں جن کا تذکرہ حاشیے میں نہایت جلی قلم سے کیا گیا ہے ان میں بعض کے ثلاثیات کے شیوخ مخفی ہیں اور بعض کے مخفی نہیں ہیں۔

⑦ امام بخاری رحمہ اللہ کے پیش نظر طرق استنباط ہے اس لیے ایک حدیث کو استنباط کیلئے مخصوص مقامات پر بیان کرتے ہیں (**انما الا عمال بالنیات**) حدیث کوئی بار ذکر کیا ہے۔

تکرار ایک ہی سند ومتن میں نہیں لاتے (**انما الاعمال بالنیات**) والی روایت کو تیرہ جگہ ذکر کیا ہے۔ قصداً تکرار ایک ہی سند ومتن میں نہیں لاتے اگر کہیں تکرار ہے تو محض اتفاقی ہے پوری کتاب میں ۲۲ روایات مکرر ہیں۔ (بحوالہ مقدمہ فتح الباری ص/۱۲)

⑧ امام بخاری رحمہ اللہ ہر کتاب کے شروع میں اس کے زمانہ نزول اور شروعیت کی ابتداء کیطرف کبھی کبھی اشارہ کرتے ہیں خصوصاً جب اس میں اختلاف ہو۔

⑨ امام بخاری رحمہ اللہ کتاب کے اختتام پر کوئی نہ کوئی ایسا لفظ لاتے جس میں ختم کتاب کی طرف اشارہ ہوتا ہے مثلاً (بدء الوحی کے آخر میں آخر شان ہرقل کتاب الحج کے آخر میں واجعل موتی)

(مقدمہ ص ۱۲)

⑩ کتاب کے ابتداء اور انتہا میں گہرا ربط ہے امام صاحب نے اپنی کتاب کو توحید پر ختم کیا ہے کیونکہ

توحید ہی آخرت میں کامیابی کا اصل میدان ہے اسکی ابتداء (انما الاعمال بالنیات) سے کی ہے اخلاص نیت ضروری ہے اعمال کیلئے۔ آخرت میں صرف وہ ہی اعمال موثر ہونگے جو اخلاص کے ساتھ ہونگے۔

⑪ بخاری کے جن رجال رواۃ پر نقاد فن حدیث نے جرح کی ہے وہ صحیح مسلم کے رجال کے مقابلہ میں کم ہیں۔

⑫ بخاری میں مضامین کے اندر تنویع اور جامعیت پائی جاتی ہے یعنی جہاں احادیث رسول ﷺ کو بیان کیا جاتا ہے وہاں آثار صحابہ، غریب القرآن کو ارباب سیر کے طریق پر خصوصیت سے احوال و واقعات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

بخاري کے تراجم ابواب: امام بخاری رحمہ اللہ کے پیش نظر جس طرح حدیث صحیح کی تخریج ہے اس طرح وہ ان سے بہت سے مسائل کا استنباط فرماتے ہیں اس لیے کبھی ایک ہی روایت کو متعدد جگہ پر نقل کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث جو حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ کے متعلق ہے ۲۰ مرتبہ سے زائد نقل کی ہے ائمہ کا اتفاق ہے کہ (فقه البخاری فی تراجمه) علامہ کرمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں امام صاحب نے اپنے تراجم ابواب میں جس دقت نظر کا مظاہرہ کیا ہے اسکو سمجھنے سے بڑے بڑے عالم قاصر ہیں اس کی اصلیت کے پیش نظر متقدمین و متاخرین نے تراجم ابواب پر مستقل رسالے لکھے ہیں لامع الداری میں چھ رسالوں کا تذکرہ ہے لیکن ان صرف میں سے ۲ رسالے موجود ہیں (۱) شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا رسالہ شروح تراجم بخاری (۲) شیخ المفسر کا ابواب التراجم میں ہے پہلے رسالے میں ۱۴ اصول دوسرے میں ۱۵ اصول بیان کئے گئے ہیں۔ شروح بخاری میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور عینی نے تراجم ابواب کی طرف توجہ فرمائی ہے صحیح بخاری کے ابواب و تراجم میں جن فوائد فقہیہ و نوادر حکمیہ اور دقائق استدلال اور استنباط کا اظہار کیا ہے یہ انہی کا حصہ اور مقدر ہے ان میں دوسرا شریک سہیم نہیں ہے علماء حدیث کا قول ہے کہ فقه البخاری فی ترا جمه اگر امام بخاری رحمہ اللہ کی فقہی اور حکیمانہ مقام کو جاننا ہو تو صحیح بخاری کے تراجم پر غور کیجئے تو امام بخاری رحمہ اللہ جیسا یگانہ روزگار گوہر نایاب ہر روز پیدا نہیں ہوتا۔ بقول شاعر

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پر روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا (اقبالؔ)

علم حدیث کی تعریف:

((هُوَ عِلْمٌ يُعْرَفُ بِهِ اَقْوَالُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَفْعَالُهِ وَاَحْوَالُهِ))

”وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے رسول اللہ ﷺ کے ارشادات گرامی، آپ ﷺ کے افعال پاکیزہ اور احوال شائستہ معلوم کئے جاتے ہیں۔“

علم حدیث کا موضوع:

((مَوْضُوْعُهُ ذَاتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ حَيْثُ اَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ))

”علم حدیث کا موضوع رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے اس حیثیت سے کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔“

علم حدیث کی غرض و غایت:

((وَغَايَتُهُ هُوَ الْفَوْزُ بِسَعَادَةِ الدَّارَيْنِ))

”علم حدیث کی غرض و غایت دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کرنا ہے۔“

(مقدمه تحفة الاحوذی ازمحدث علامه عبدالرحمن مبارکپوری رحمه الله)

درود وسلام کے فضائل وثمرات

اسامہ اولکھ (کلاس: قاری احسان اللہ صاحب)

❁ اللہ کا حکم پورا ہوتا ہے۔ ❁ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے عمل سے موافقت ہو جاتی ہے۔
❁ رحمتیں اور برکتیں نصیب ہوتی ہیں۔ ❁ گناہ معاف ہوتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں۔
❁ قیامت کی ہولناکی سے نجات ملتی ہے۔ ❁ قیامت کے دن نبی ﷺ کا قرب نصیب ہوتا ہے۔
❁ دعا قبول ہوتی ہے۔ ❁ تکالیف کا دور ہونا۔
❁ بیماریوں سے شفا پانا۔ ❁ تہمتوں سے پاک ہونا۔
❁ دشمنوں پر فتح پانا۔ ❁ دل کا منور ہونا۔

سیر الصحابہ ①

دعائے رسول ﷺ

پانے والی پاک باز ہستیاں

ابو عبد الرحمن حاصلپوری

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے دعائیں

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے یہ دعا فرمائی:

((اَللّٰھُمَّ أَعِنْهُ وَ أَعِنْ بِهٖ، وَارْحَمْهُ وَارْحَمْ بِهٖ، وَانْصُرْهُ وَانْصُرْبِهٖ))

’’اے اللہ! علی کی مدد فرما اور ان کے ذریعے سے مدد فرما اور ان پر رحم فرما اور ان کے ذریعے سے دوسروں پر رحم فرما، اور ان کی مدد فرما اور ان کے ذریعے سے مدد فرما‘‘۔

۲. ((اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاهُ .يَعْنِىْ عَلِيًّا))

’’اے اللہ! جو ان سے دوستی رکھے آپ بھی اس سے دوستی رکھیے اور جو ان سے دشمنی رکھے آپ بھی اس سے دشمنی رکھیں‘‘۔

۳۔ مستدرک حاکم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی:

((اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ لِسَانَهُ وَاهْدِ قَلْبَهُ))

’’اے اللہ! ان کی زبان کو (حق پر) ثابت رکھ اور ان کے دل کو ہدایت نصیب فرما‘‘۔

۴۔ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

((اَللّٰھُمَّ اهْدِهٖ لِقَضَاءٍ))

’’اے اللہ! انہیں فیصلہ کرنے کا صحیح راستہ دکھلا‘‘۔ ①

۵۔ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم جگہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ میں جس کا دوست ہوں یہ علی اس کے دوست ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی:

((اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاهُ! وَ أَحِبَّ مَنْ أَحَبَّهُ وَأَبْغِضْ مَنْ يُّبْغِضُهُ!

وَانْصُرْ مَنْ نَّصَرَہٗ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَہٗ))

”اے اللہ! جو علی سے دوستی کرے تو اس سے دوستی رکھ اور جو ان سے دشمنی کرے تو اس سے دشمنی کر اور جو ان سے محبت کرے تو اس سے محبت کر اور جو ان سے بغض رکھے تو اس سے بغض رکھ اور جو ان کی مدد کرے تو اس کی مدد کر اور جو ان کی مدد چھوڑ دے تو بھی اس کی مدد چھوڑ دے“۔ ②

٦۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے دعا فرمائی:

((اَللّٰھُمَّ أَذْھِبْ عَنْہُ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ))

”اے اللہ! اس سے سردی اور گرمی کو دور کر دے“۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آج کے دِن تک مجھے کبھی سردی اور گرمی نہیں ہوئی۔ ③

٧۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رَحِمَ اللّٰہُ عَلِیًّا، اَللّٰھُمَّ أَدِرِ الْحَقَّ مَعَہٗ حَیْثُ دَارَ))

”اللہ تعالیٰ رحم فرمائے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر، اے اللہ! جہاں کہیں بھی علی رضی اللہ عنہ ہوں حق ان کی ہم رقابی میں ہو“۔ ④

فائدہ: آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب تھی، لقب حیدر (شیر) اور نام علی بن ابی طالب بن عبدالمطّلِب بن ھاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے حقیقی چچازاد بھائی تھے۔

اسلام قبول کرنے میں انہیں اوّلیت حاصل ہے۔ جیسا کہ ترمذی میں موجود ہے کہ لڑکوں میں سب سے پہلے جس نے اسلام قبول کیا وہ جناب علی رضی اللہ عنہ ہیں اور عورتوں میں سے جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں اور غلاموں میں سب سے پہلے جس نے اسلام قبول کیا وہ جناب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ⑤

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

((أَوَّلُ مَنْ صَلَّى مِنَ النَّاسِ بَعْدَ خَدِيْجَةَ عَلِيٌّ))

"حضرت خدیجہ ؓ کے بعد سب سے پہلے علی ؓ نے نماز ادا کی"۔ ⑥

اماں عائشہ ؓ علی ؓ کے متعلق بیان کرتی ہیں کہ:

((كَانَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا))

"جہاں تک مجھے علم ہے وہ بڑے روزہ دار اور عبادت گزار تھے"۔

حضرت علی ؓ کو اس اعتبار سے بھی خاصی فوقیت حاصل ہے کہ وہ دامادِ رسول ﷺ تھے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی بیٹی فاطمہ ؓ —— جو جنتی عورتوں کی سردار ہیں —— کی شادی آپ ؓ سے ہوئی تھی۔ اور فاطمہ ؓ کے بطن اطہر سے آپ کی اولاد حسن وحسین ومحسن، زینب اور اُمّ کلثوم ؓ پیدا ہوئی۔ ⑦

سوءِ خاتمہ سے آپ ؓ کا خوف

سیدنا علی بن ابی طالب ؓ نے فجر کی نماز ادا کی اور اسکے بعد وہ وہیں تشریف فرما رہے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو کر نیزہ بھر بلند ہو آیا۔ آپ پر پریشانی کے آثار نمایاں ہوئے فرمانے لگے:

> "میں اصحاب محمد ﷺ کو دیکھ چکا ہوں، آج مجھے کوئی ایسی چیز دکھائی نہیں دیتی جو ان جیسی ہو، اللہ کی عبادت کرتے کرتے انکی کیفیت یہ ہوتی کہ ان کے بال پراگندہ، چہروں کا رنگ زرد پاؤں غبار آلود ہوتے، وہ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے، کبھی پاؤں پر کھڑے ہوتے اور کبھی اپنے چہرے زمین پر رکھتے، صبح ہوتی تو اللہ تعالیٰ کا ذکر خوب کرتے۔ وہ اللہ کو یاد کرتے ہوئے یوں جھومتے جیسے تیز ہوا میں درخت جھومتے جھولتے ہیں، انکی آنکھوں سے اس قدر آنسو بہتے کہ انکے کپڑے تر ہو جاتے۔ اللہ کی قسم! آج کل میں ایسے لوگوں میں رہتا ہوں جو اپنی راتیں غفلت میں گزار دیتے ہیں۔"

اسکے بعد اٹھ کھڑے ہوئے، اور اسکے بعد انکو کبھی ہنستے ہوئے نہ دیکھا گیا، یہاں تک کہ انکی شہادت کا واقعہ رونما ہو گیا۔ اللہ ان سے راضی ہو۔ ⑧

نبی ﷺ نے فرمایا:

”علی ؓ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہیں میرے ساتھ وہی نسبت ہو، جو ہارون کو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی۔ البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“ ⑨

ادیب ملت ضرار بن ضمرہ سیدنا علی ؓ کے اوصاف حمیدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((كَانَ وَاللّٰهِ غَزِيْرَ الدَّمْعَةِ، طَوِيْلَ الْفِكْرَةِ))

”اللہ کی قسم! خشیت الٰہی سے ان کی آنکھیں پُرنم رہتیں، اور وہ طویل غور و فکر کے عادی تھے۔“ ⑩

چنانچہ سیدنا علی ؓ نے ایک مرتبہ خطبہ ارشاد فرمایا اور لوگوں سے پوچھا:

بتاؤ! سب سے زیادہ بہادر کون ہے..؟ حاضرین نے کہا: آپ۔ آپ ؓ نے فرمایا: نہیں۔

سب سے زیادہ بہادر ابوبکر صدیق ؓ تھے، بدر کے دن حضور ﷺ کیلئے چھپر تیار کیا، ہم نے کہا کہ کون رسول اللہ ﷺ کے پاس دفاع کیلئے کھڑا ہوگا، تو ابوبکر ؓ اپنی تلوار سونت کر آپ ﷺ کے سرہانے کھڑے ہوگئے اور میں نے قریش کو دیکھا کہ انہوں نے آپ ﷺ کو پکڑ لیا، کوئی کچھ کرتا ہے کوئی کچھ کرتا ہے، اللہ کی قسم! ابوبکر ؓ کے علاوہ ہم میں سے آپ ﷺ کے قریب کوئی نہ گیا، کسی سے یہ لڑتے کسی سے مار پیٹ ہوتی، اور کہہ رہے تھے: تمہارا ستیاناس ہو، کیا تم اس آدمی کو قتل کر ڈالو گے جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ اتنا کہنے کے بعد سیدنا علی ؓ نے اپنی چادر اتاری اور اتنا روئے کہ داڑھی تر ہوگئی۔ ⑪

رمضان المبارک ۴۰ ھ میں حضرت علی ؓ فجر کی نماز پڑھانے کے لیے نکلے، مسجد میں پہنچے تو عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی، جو مسجد میں چھپا ہوا تھا، نے آپ ؓ پر تلوار سے حملہ کر دیا۔ سر میں کاری زخم آیا۔ آپ ؓ نے فرمایا: ”مجرم جانے نہ پائے“۔ چنانچہ اسے پکڑ لیا گیا۔ آپ ؓ نے فرمایا: ”اگر میں زندہ رہا تو اس کے بارے میں قصاص یا معافی کا فیصلہ کروں گا اور اگر شہید ہوگیا تو اسے بھی قتل کر دیا جائے تاکہ میں اس کو لے کر اللہ کے حضور پیش ہوں“۔

دو تین دِن آپ ؓ زندہ رہے لیکن اٹھارہ یا انیس رمضان المبارک کو جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ سیدنا حسن ؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور رشد و ہدایت کے اس آفتاب عالم تاب کو کوفہ کے عزی نامی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ انتقال کے وقت بروایت صحیح تریسٹھ سال کی عمر تھی۔ مدتِ

خلافت: ۴ سال ۹ مہینے۔ ⑫

مصادر:

① مسند احمد (۱/۱۱۸). حیاۃ الصحابۃ (۳/۱۶۲) والمنتخب (۵/۳۲–۳۵) و مجمع الزوائد (۹/۹۳) (۱٤٦۲۹) وکنز العمال (۵/۲۰۷) (۱۳۷۹۷).

② کنز العمال (٤/۱٤۳) و حیاۃ الصحابۃ (۳/۱٦۲)، مجمع الزوائد (۹/٤۰۲)، جمع الجوامع (۲/۱۰٦). امام ہیثمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں علاوہ فطر بن خلیفہ کے اور وہ ثقہ ہیں (۹/۱۰۵).

③ مجمع الزوائد (۹/۱۱۳). المناقب، باب اکتحاله بریق رسول اللہ و کفایته والحر والبرد (۱٤۷۰۷) والطبرانی فی الاوسط (۲۲۸٤) و اسناده حسن، و کشف الاستار (۲۵٤٦).

④ سنن ترمذی، المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم (۳۷۱٤) و مشکوۃ (٦۱۲۵) و کنز العمال (۳۳۱۲٤) والبدایة (۷/۳٦۱) والسنة لابن ابی عاصم (۲/۵۷۷) و جمع الجوامع (۱۲٤۷۱).

⑤ ترمذی، المناقب، باب اوّل من صلی علی ...... (۳۷٤۵). البدایة (۳/۳۳).

⑥ طبقات ابن سعد (۳/۱۵) و مسند احمد (۱/۳۳۱) (۳۰٦۲). اس کی سند حسن لذاتہ ہے۔

⑦. ابن اثیر (٤/۱۲۰) (٤/۱۵٦). ⑧ حلیة الاولیاء (۱/۷٦) اتحاف السادة (۱۱/٤۹۱)

⑨ صحیح بخاری (٤٤۱٦) ⑩ صفة الصفوه (۱/۳۱۵) ⑪ البدایة والنهایة (۳/۲۳۷)

⑫ طبری (ص ۳٤٦۱). ابن سعد (۳/٤۲). اخبار الطّوال (ص ۱۵٤)

قیامت کے نام

قاری عدیل الرحمٰن (تجوید قرآءت)

یوم الانشقاق	آسمان پھٹنے کا دن،	یوم التکویر	لپیٹے جانے کا دن
یوم القیامة	قبروں سے اٹھائے جانے کا دن،	یوم النفخ	صور پھونکے جانے کا دن
یوم النشور	دوبارہ اٹھائے جانے کا دن،	یوم الفزع	گھبراہٹ کا دن
یوم الحساب	حساب کا دن	یوم القصاص	بدلے کا دن

خدمت قرآن الکریم کا ذوق

قاری محمد دلاور سلفی
(امام مسجد مکرم)

حضرت عثمان ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((**خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ**)) ''تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا ہے اور سیکھاتا ہے۔'' بخاری (٥٠٢٧)

مشہور مقولہ ہے ''**لکل رجال فن**'' ہر شخص کسی نہ کسی فن میں لگاورکھتا ہے، اسی طرح امت محمدیہ میں فی زمانہ سینکڑوں ایسے ہوتے ہیں کہ باوجود جامع العلوم ہونے کے صرف قرآن کے ساتھ اپنے ذوق کی وجہ سے مشغول رہے یہ ہر شخص کے اپنے ذوق کی بات ہے یا پھر اسے تقسیمِ خداوندی کا نام دے دیں کہ جس نے اپنے کلام کے متن محفوظ و مامون رکھنے کیلئے ان گنت افراد کو یہ توفیق بخشی مثال کے طور پر امام ابوعبدالرحمٰن ؒ سلمی تابعی کو سامنے رکھ لیں جن کے بارہ میں علامہ جزری ؒ نشر فی القراءات العشر میں یہ فرما رہے ہیں کہ وہ بڑے علم وفضل کے مالک تھے لیکن قصداً قرآن پڑھنے پڑھانے کو اختیار کیا۔ اسکا سبب نبی ﷺ کا وہ فرمان بنا جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا ہے اور سیکھاتا ہے۔'' اسی طرح امام ابو عبدالرحمٰن سلمی تابعی ؒ فرماتے ہیں: ((**فذلك الذی اقعدنی هذاالمقعد**)) نشر فی القراءات العشر، معرفة القراء الکبار للذهبی (١/٥٥) اسی بات نے مجھے اس مسند پر بیٹھادیا ہے۔ اسی طرح ابواسحاق سبیعی فرماتے ہیں (**ان ابا عبدالرحمن کان یقری الناس فی المسجد الاعظم اربعین سنة**) ''کہ ابوعبدالرحمٰن سلمی ؒ نے مسجد اعظم میں ۴۰ سال تک لوگوں کو قراءات پڑھائیں۔'' ابوعبدالرحمٰن سلمی حضرت علی ؓ کے شاگرد خاص تھے۔ معرفة القراء الکبار للذهبی (١/٥٥) ابوعبدالرحمٰن سلمی تابعی ؒ کا یہ قول وفعل خدمت قرآن وذوق قراءات کی بہت بڑی اور واضح دلیل ہے۔

امام شاطبی ؒ کی شخصیت کے بارہ میں کون نہیں جانتا، انکے ذوق وخدمت قراءات سے ناواقف کون ہوگا جن کے بارہ میں نواب صدیق حسن خان صاحب نے اپنی کتاب (تاج المکلل

۸۸ میں اور تذکرۃ الشاطبی میں یہ بات ذکر ہے کہ امام شاطبی رحمہ اللہ کو بخاری و مسلم اور موطا مالک از برتھیں علوم اسلامیہ کے طلبہ دور دراز سے سفر کر کے احادیث کے مذکورہ مجموعات کی تصحیح کرواتے تھے۔ مگر امام شاطبی رحمہ اللہ کو قرآن مجید کیساتھ خاص شغف تھا۔ دن رات اسکی خدمت میں لگے رہتے تھے حتیٰ کہ قیامت تک علوم قراء ات کے پڑھنے اور پڑھانے والوں کیلئے مسند بن گئے امام شاطبی رحمہ اللہ کی لکھی ہوئی کتاب حرز الامانی ووجہ التھانی سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں لوگوں نے فیض حاصل کیا۔

نوٹ: میں یہاں اس بات کیطرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ائمہ قراءت تمام علوم میں یعنی قراءات کے علاوہ مثلاً حدیث وفقہ واصول فقہ وتفسیر ونحو وصرف وغیرہ میں دسترس رکھتے تھے ہر ایک قراءت کا امام ہزاروں احادیث کا حافظ ہوتا تھا اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم دو چار حدیثیں زبانی یاد کر لیں تو شور مچانا شروع کر دیتے ہیں کہ یہ قراءات کہاں سے آ گئیں۔ علوم قراءت قرآن کی مخالفت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ (معاذ اللہ) ایک تو ہم خود علوم قراءت سے دور ہیں تو دوسرا جو اس پر عمل پیرا ہیں انکی مخالفت کرتے ہیں وہ بھی علم کے بغیر اور یہ ہمارے لوگوں کی نادانی ہے اور یہ سب چیز علم کی کمی کی وجہ سے ہے اور جو لوگ علوم قراءات پر عمل پیرا ہیں وہ سنت کے مطابق ہیں اور جو لوگ اسکی مخالفت کرتے ہیں وہ لوگ سنت رسول ﷺ کے فہم سے کامل شناسا نہیں۔ لہٰذا میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو مزید توفیق عطا فرمائے جو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ قراءات کے پڑھنے پڑھانے میں مصروف عمل ہیں اور جو اس اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ قراءات کی مخالفت کرتے ہیں۔ انکو اللہ تعالیٰ سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین) اب ہم چند ایک قراءت کے ائمہ کا ذکر کرتے ہیں کہ ان کا قراءات وعلوم قراءات کی محبت کیساتھ پڑھنے اور پڑھانے میں دن اور رات کیسے گزرتے تھے۔

امام نافع رحمہ اللہ کو دیکھئے کہ وہ دن رات قرآن پڑھا رہے ہیں مگر پھر بھی قرآن کے پڑھنے والے طالب علم باقی رہتے ہیں آپ کے معروف شاگرد عثمان بن سعید جن کا لقب (ورش) ہے کہتے ہیں کہ میں مصر سے پڑھنے کیلئے مدینہ منورہ پہنچا دیکھتا ہوں کہ کثرت طلباء کی وجہ سے باہر سے آنے والا شخص

امام نافع مدنی تابعی رحمہ اللہ سے علم حاصل نہیں کرسکتا تھا آپ طلباء کو بڑی شفقت لگن اور محنت سے پڑھا رہے تھے۔ میں حلقہ طلباء کے پیچھے بیٹھ گیا امام نافع رحمہ اللہ کسی کو تیس سے زیادہ آیات نہیں پڑھاتے تھے پوچھنے پر پتہ چلا کہ یہاں داخلہ مشکل ہے میں امام نافع رحمہ اللہ کے قریبی دوست ابو جعفر کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے عرض کیا حضرت مصر سے آیا ہے کوئی حاجی یا تاجر نہیں صرف پڑھنے کیلئے اتنا لمبا سفر طے کر کے آیا ہے امام نافع رحمہ اللہ جواب دیا۔ (**ترنی ماالقی من ابنآء المتھجرین و الانصار**) " آپ دیکھ رہے ہیں کہ مہاجرین وانصار کی اولاد کو تعلیم دینے کی وجہ سے کتنا عدیم الفرصت ہوں" حتیٰ کہ اصرار کیا گیا تو رات مسجد نبوی میں ٹھہرنے کا حکم دیا آپ تہجد کے وقت تشریف لائے اور پوچھا کہ مصری مسافر کہاں ہے میں حاضر ہوا آپ نے مجھے پڑھنے کا حکم دیا اللہ نے مجھے خوبصورت آواز عطا کی تھی میں پڑھ رہا تھا اور پوری مسجد میں آواز گونج رہی تھی جب میں نے تیس آیات پڑھ لیں تو خاموش ہونے کا حکم فرمایا اتنے میں جو طلباء جمع ہو چکے تھے ایک نے اُٹھ کر کہا: اے شیخ! ہم یہاں کے باشندے ہیں یہ بھائی اتنی دور سے آیا ہے لہٰذا میں اپنی دس آیات پڑھنے کا وقت اسے ھبہ کرتا ہوں پھر ایک اور طالب علم اٹھا اس نے بھی اپنی دس آیات کا وقت مجھے ھبہ کردیا جس پر امام نافع رحمہ اللہ مجھے بیس آیات مزید پڑھنے کی اجازت دے دی اب میں روزانہ پچاس آیات پڑھتا تھا اس طرح مکمل قرآن کئی بار شیخ نافع سے پڑھا۔ (معرفة القراء الكبار (۱/۱۲۸)

اس واقعہ سے یہ بات ہمارے سامنے آئی ہے کہ امام نافع کس قدر قرآن کی خدمت میں دن و رات مشغول تھے کہ احادیث کی نقل و روایت کیلئے وقت ہی نہیں ملا اکثر ائمہ قراءات میں سے اکثر کو احادیث پڑھانے کا وقت نہ ملا۔ قران سیکھنے والوں نے ان پر ہجوم کردیا کہ صبح وشام اسی کام میں لگے رہے۔ یہاں تک کہ عمریں بیت گئیں، اور اس حدیث کے مصداق بن گئے۔ (**ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواما و یضع بہ آخرین**) بیشک اللہ تعالیٰ بلندیاں عطاء کرتا ہے اس کتاب سے لوگوں کو اور رسوا کرتا ہے ان لوگوں کو جو منہ موڑتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کئی سو سال گزرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن کی خدمت کرنے والوں کا نام زندہ رکھا ہے اور قیامت تک زندہ رکھے گا اللہ تعالیٰ ہمارا نام بھی ایسے لوگوں میں لکھ دے (آمین)

قادیانیت، ایک تعارف

ضیاء اللہ السّلفی (درجہ سابعہ)

قادیانیت کو انگریزی استعمار کی منصوبہ بندی سے ۱۹۰۰ میں برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں کو ان کے دین سے اور خصوصاً فریضہِ جہاد سے دور کرنے کیلئے وجود میں لایا گیا تھا۔ تاکہ مسلمان انگریزی استعمار کا مقابلہ اسلام کے نام سے نہ کرسکیں قادیانیت کے ترجمان رسالے کا نام ''ادیان'' ہے جو کہ انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔

بنیاد اور اہم شخصیات:

١. **مرزا غلام احمد قادياني**: ولادت ۱۸۳۹ء وفات ۱۹۰۸ء ہے یہ قادیانیت کے وجود کا سب سے بڑا بنیادی سبب تھا اس کی نسبت ایک ایسے خاندان کی طرف ہے جو دین و وطن سے غداری میں بہت مشہور تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی خود اپنے ماننے والوں کے اندر خرابی مزاج کثرت امراض اور منشیات کا استعمال کرنے کے لحاظ سے کافی شہرت رکھتا تھا اس کی بہت سے کتابیں اور مقالے ہیں۔ چند مشہور کتابیں مندرجہ ذیل ہیں۔ ۱۔ ازالۃ الاوھام ۲۔ اعجاز احمدی ۳۔ براھین احمدیہ ۴۔ انوار اسلام ۵۔ اعجاز مسیح وغیرہ

٢. **نورالدین**: یہ قادیانیت کا سب سے پہلا خلیفہ تھا۔ جب انگریزوں نے تاجِ خلافت اس کے سر پر رکھا تو کافی سارے مرید اس کے تابع ہو گے۔ اسکی ایک کتاب کا نام ''فصل الخطاب'' ہے۔

٣. **محمد علي لاهوري**: لاہوری قادیانی جماعت کا امیر تھا۔ یہ استعمار کا جاسوس اور قادیانیوں کا ترجمان رسالہ چھاپنے کا ذمہ دار تھا۔ اس نے قرآن کا تحریف شدہ ترجمہ انگریزی میں کیا تھا۔ اسکی ایک کتاب کا نام ''حقیقتِ اختلاف'' ہے۔

٤. **محمد صادق**: یہ قادیانیوں کا بہت بڑا مفتی تھا۔ اسکی ایک کتاب کا نام ''خادم خاتم النبین'' ہے۔

عقائد: ۱۔ ان قادیانیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ غلام احمد قادیانی مسیح موعود تھا۔

۲۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ روزہ رکھتا ہے، نماز پڑھتا ہے، جاگتا ہے، سوتا ہے، اور نعوذ باللہ فی

ذلک ظالموں نے یہاں تک کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ ہمبستری بھی کرتا ہے۔ (جبکہ اللہ تعالیٰ ان بیہودہ حرکات سے مبرّا اور بے عیب ہے)

۳۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ ابھی نبوت ختم نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ حسب ضرورت انبیاء بھیجتا ہے اور ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ غلام احمد تمام رسولوں سے افضل ہے۔

۴۔ قادیانیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ انکی کتاب کا نام ''الکتاب المبین'' ہے۔ جو آسمان سے نازل ہوئی ہے اور یہ قرآن کے علاوہ ہے۔

۵۔ ان کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ غلام احمد کے یار و دوستوں کا مقام صحابہ کیطرح ہے۔ نعوذ باللہ

۶۔ قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ قادیان مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ سے افضل ہے اور ان کیطرح ہی مقدس ہے۔ ان کا حج بھی قادیان ہی میں ہوتا ہے۔

۷۔ قادیانیوں کے نزدیک یہ مسلمان کافر ہے اِلّا یہ کہ وہ یہودی بن جائے اس طرح انکے نزدیک وہ بھی کافر ہے جس نے غیر قادیانی سے شادی کی یا کروائی۔

۸۔ قادیانیوں کے نزدیک شراب، افیوں اور دوسری نشہ آور اشیاء استعمال کرنا جائز ہے۔

پھیلاؤ اور اثر ورسوخ کے مقامات: فی الحال اکثر قادیانی ھندوستان اور پاکستان میں رہتے ہیں۔ انکی مختصر سی تعداد اسرائیل اور عرب ممالک میں بھی رہتی ہے۔ استعماری قوتوں کیساتھ تعاون کرنے کیلئے قادیانی چوبیس گھنٹے مستعد رہتے ہیں۔ تاکہ جہاں جہاں وہ ٹھہرے ہوئے ہوں وہاں کے حساس مراکز قادیانیوں کے زیر اثر آجائیں۔ مزید معلومات کیلئے مندرجہ ذیل کتابوں کیطرف رجوع فرمائیں۔

کتاب	مصنف	کتاب	مصنف
القادنیت	احسان الٰہی ظہیر	فتنہ قادیانیت	عتیق الرحمٰن عتیق (سابق قادیانی)
تاریخ قادیانیت	ثناءاللہ امرتسری	المذہب القادیانی	الیاس برنی
سوداءالقادیانیۃ	محمد علی امرتسری		

تذکرہ معراج

دوسرے مذاہب میں

حسنین شاکر
(درجہ سابعہ)

جب بھی رجب کا چاند طلوع ہوتا ہے تو ہم خاص طور پر رسول اللہ ﷺ کے سات آسمانوں سے پار سفر معراج کا تذکرہ بڑے ذوق وشوق سے کرتے ہیں۔ یہ بات کتنی ہی قابل سعادت ہے کہ اس گئے گزرے دور میں کہ جس میں مغرب کے متجاہل و بے وقوف مستشرقین دین اسلام قرآن کریم سمیت پیامبر امن ﷺ کے پاکیزہ ترین کردار پر مبنی بر جہالت (نکتہ چینیان کرر ہے) چہ مگوئیاں کرر ہے ہیں ہم سابقہ ادیان وامم کی مقدس کتب، برگزیدہ نوشتوں اور دساتیر سماویہ میں بیان کردہ نبی اخرالزمان کی بشارات وصفات کا تذکرہ ان (مستشرقین) کی مذہبی کتب اور امم گذشتہ کے صحف پارینہ سے کریں۔

اور وہ (مستشرق) اس سے بے خبر ہیں کہ نبی آخرالزمان ﷺ کے ذاتی وصفاتی اسمائے مبارکہ ، آپ ﷺ کی صورت وسیرت ، آپ ﷺ کے معجزات اور وطن واصحاب رضی اللہ عنہم کا ذکر خیر ان کے قانونی صحائف (تورات ، زبور، انجیل ، ویدا ور ژنداوستا) اور غیر سماوی یا ثانوی صحائف (کتب مخفیہ یا اپوکریفا، پوران ، اپانشد اور دساتیر) ان کی عام کتب اور خفیہ مسودے کہ جنہیں متخصص ومتبحر علماء ہی جانتے ہیں ان میں لاکھ قطع و برید کے باوجود تا حال پورے تزک واحتشام سے موجود اور محفوظ ہیں۔

خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین کے معراج کا تذکرہ اہل کتاب کی کتب مقدسہ میں بہت واضح طور پر کیا گیا ہے۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے جو کہ ان کے نزدیک آخرالزمان نبی ہیں معراج کا دعویٰ نہیں کرتے۔ کتب اہل کتاب میں مذکورہ واقعہ ھذا قرآن وحدیث میں بیان کردہ واقعہ معراج سے مکمل طور پر مناسبت ومطابقت رکھتا ہے۔

اولا: ہم اس معجزے کا تذکرہ قرآن وسنت میں سے کرتے ہیں۔

(۱) اللہ رب العزت نے معراج کے متعلق فرمایا ہے۔

﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى ،عِندَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى ،عِندَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَى﴾

’’اور اس (رسول ﷺ) نے اسے (جبریل علیہ السلام کو) دوسری مرتبہ سدرۃ المنتھی کے پاس دیکھا کہ جس کے پاس جنت الماوی ہے‘‘

تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ محولہ بالا آیات نبی آخرالزمان کے معراج اور آپ ﷺ کے جبریل امین علیہ السلام کو ساتویں آسمان پر ان کی اصلی حالت میں دیکھنے کے بارے میں ہیں۔

(۲) امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں حضرت شریک بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

ایک رات رسول اللہ ﷺ کو مسجد حرام سے معراج کروائی گئی ....پھر جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کو ساتھ لیے آسمان دنیا پر چڑھے پھر جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھٹکھٹایا، آسمان والوں یعنی فرشتوں نے پوچھا کون ہے؟ تو اس نے کہا جبرائیل، انہوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرائیل نے کہا میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں۔ انہوں نے پوچھا کیا آپ ﷺ کو مبعوث کر دیا گیا ہے.؟ کہنے لگے ہاں! انہوں نے مرحبا کہا پھر انہوں نے سارے آسمان والوں کو آپ ﷺ کی خوشخبری سنائی.......

پھر جبرائیل آپ ﷺ کو ساتھ لیے ساتویں آسمان پر چڑھے تو انہوں نے بھی اسی طرح کہا جس طرح پہلے آسمانوں والوں نے کہا تھا کہ جن میں انبیاء کرام علیہم السلام تھے۔ پھر جبرائیل آپ ﷺ کے ساتھ اس آسمان سے بلند ہوئے کہ جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا حتیٰ کہ جبرائیل سدرۃ المنتھیٰ پر پہنچے۔ پھر وہ اللہ رب العزت کے قریب ہوئے پھر اللہ نے وحی کی کہ آپ ﷺ کی امت پر ایک دن رات میں پچاس نمازیں فرض ہیں.......الخ (بخاری:۷۵۱۷)

(۳) موجودہ اور متداول نسخہ تورات میں نبی آخرالزمان ﷺ کی ان صفات کے بارے میں صحیفہ دانیال میں دو آیات وارد ہوئی ہیں کہ آپ ﷺ آسمانوں کی طرف چڑھے اور اللہ رب العزت سے ملاقات فرمائی۔

לילא וארו
עם־ענני שמיא כבר
אנש אתה הוה ועד־
עתיק יומיא מטה
וקדמוהי הקרבוהי׃

14 ולה יהיב שלטן
ויקר ומלכו וכל
עממיא אמיא ולשניא
לה יפלחון שלטנה
שלטן עלם די־לא
יעדה ומלכותה
די־לא תתחבל׃

15 אתכרית רוחי אנה
דניאל בגוא נדנה
וחזוי ראשי
יבהלנני׃

16 קרבת על־חד
מן־קאמיא ויציבא
אבעא־מנה
על־כל־דנה ואמר־לי
ופשר מליא
יהודענני׃

(ا) میں نے رات کو رؤیا (خواب) میں دیکھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص آدم زاد (موعود نبی) کی مانند آسمان کے بادلوں کے ساتھ آیا اور قدیم الایام تک پہنچا۔ وہ اسے اسکے حضور لائے اور سلطنت اور حشمت اور مملکت اسے دی گئی تا کہ سب لوگ اور امتیں اور اہل لغت (تمام زبانوں والے) اس کی خدمت گزاری کریں اس کی سلطنت ابدی سلطنت ہے جو جاتی نہ رہے گی اور اس کی مملکت لازوال ہوگی۔ (صحیفه دانیال ۷:۱۳تا۱٦)

عیسائی حضرات اپنے اعتقاد کے مطابق ان آیات کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں کہ اس سے مراد جناب مسیح کے ناسوت کا استعاراتی عروج ہے۔ جو کہ زندگی کے مختلف ادوار میں انہوں نے طے کیا یہاں تک کہ وہ آسمان پر مستقل خدا کی طرح ٹھہرے۔

یہ بات پیش نظر رہے کہ جناب عیسیٰ مسیح ان کے نزدیک اس مرحلہ ناسوت میں آخرالزمان نبی ہیں۔ اسی لیے کتاب مقدس (بائبل) کے مفسرین نے جب اس معراج کا تذکرہ کیا تو اس سے ''استعاراتی عروج'' مراد لیا اور جناب عیسیٰ کے لیے مطلق طور پر معراج کا دعویٰ نہیں کیا جبکہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ان کے نزدیک نبی آخرالزمان ہیں۔

لیکن متداول و غیر متداول اناجیل میں عیسائی مفسرین کے اس مزعومہ مرحلے کا کوئی تذکرہ نہیں جو کہ اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ ان کی یہ تفسیر بے بنیاد ہے۔ بلکہ مذکورہ بالا آیات میں تو یہ بات صراحت کے ساتھ ہے کہ اس نبوت والا منتظر و موعود نبی عنقریب رب العزت کے قریب ہوگا۔

اس بات کی واضح مطابقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے ساتھ ہے جس کا ذکر ہم نے کچھ دیر قبل کیا تھا۔

((وَدَنَاالْجَبَّارُرَبُّ الْعِزَّةِ فَتَدَلَّى حَتّٰى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْاَدْنٰى))

صحیح بخاری(۷۵۱۷)

زبور میں معراج کا تذکرہ کچھ یوں ہے۔

4 וצדיקים ישמחו יעלצו לפני אלהים וישישו בשמחה:

5 שירו לאלהים זמרו שמו סלו לרכב בערבות ביה שמו ועלזו לפניו:

6 אבי יתומים ודין אלמנות אלהים במעון קדשו:

(۲) خدا کے لیے گاؤ اس کے نام کی مدح کرو (صحرا) ''بادل آسمان'' کے سوار کے لیے شاہراہ تیار کرو اس کا نام ''یاہ'' ہے اور تم اس کے حضور شادمان ہو۔ خدا اپنے مقدس مکان میں یتیموں کا باپ اور بیواؤں کا دادرس ہے۔ خدا تنہا کو خاندان بخشتا ہے۔ (زبور ٦٨: ٤، ٦)

غور طلب بات ملاحظہ فرمائیے کہ مذکورہ بالا آیات میں لفظ ''صحرا'' کا ترجمہ بائبل کے مختلف طبعات (EDITIONS) میں کلی طور پر مختلف ہے کہیں انگریزی ایڈیشن میں (rvs) میں اس کا ترجمہ ''بادل'' ملتا ہے اور کہیں (king james) ایڈیشن میں ''آسمان'' اور انارکلی لاہور کے ایڈیشن میں ''صحرا'' وارد ہوا ہے۔

Latin Vulgate

68:4 cantate Deo canite nomini eius praeparate viam ascendenti per deserta in Domino nomen eius et exultate coram eo

King James Version

68:4 Sing unto God, sing praises to his name: extol him that rideth upon the heavens by his name JAH, and rejoice before him.

American Standard Version

68:4 Sing unto God, sing praises to his name: Cast up a highway for him that rideth through the deserts; His name is Jehovah; and exult ye before him.

Bible in Basic English

68:4 Make songs to God, make songs of praise to his name; make a way for him who comes through the waste lands; his name is Jah; be glad before him.

Darby's English Translation

68:4 Sing unto God, sing forth his name; cast up a way for him that rideth in the deserts: his name is Jah; and rejoice before him.

Douay Rheims Bible

68:4 Sing ye to God, sing a psalm to his name, make a way for him who ascendeth upon the west: the Lord is his name. Rejoice ye before him: but the wicked shall be troubled at his presence,

Noah Webster Bible

68:4 Sing to God, sing praises to his name: extol him that rideth upon the heavens by his name JAH, and rejoice before him.

World English Bible

68:4 Sing to God! Sing praises to his name! Extol him who rides on the clouds -- To Yah, his name! Rejoice before him.

Young's Literal Translation

68:4 Sing ye to God -- praise His name, Raise up a highway for Him who is riding in deserts, In Jah is His name, and exult before Him.

اس اختلاف کی وجہ سے ہمیں اصل عبرانی لفظ کی طرف رجوع کرنا چاہیے اصل عبرانی لفظ (בערבות) ''عرفات'' ہے جس کے لغوی معنیٰ آسمان پر چڑھنا اور اس کی طرف بلند ہونا ہے مگر عام طور پر یہود اس سے ساتواں آسمان مراد لیتے ہیں ۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ کون سا منتظر و موعود نبی ہے جو اس مکان (عرفات) پر سوار ہونے والا ہے.. ؟ کون یتیموں کا باپ اور بیواؤں کا دادرس ہے...؟ وہ معراج والے عرفات پر سوار ہونے والے عہد کے رسول محمد ﷺ ہیں

اب ذرا ان دو سوالوں کا جواب سیدہ ام المومنین خدیجہ الکبریٰ کی زبانی سنیے پہلی وحی کی آمد پر آپ ﷺ سے اس طرح گویا ہوئیں کہ: ''اللہ آپ ﷺ کو کبھی بھی پریشان نہیں کرے گا کیونکہ:

((اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ))

''آپ ﷺ صلہ رحمی فرماتے ہیں''

((وَتَحمِلُ الْكَلَّ))

''کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں''

((وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ))

'محتاجوں کی دادرسی کرتے ہیں۔'' (بخاری :۳)

(۳) اہل کتاب کے خفیہ مخطوطات (apocrypha) میں بھی نبی آخر الزمان ﷺ کے معراج کی

واضح نص موجود ہے جناب اشعیاء کے صحیفے ''اسرءاشعیاء'' میں اس طرح موجود ہے:

''میں نے رؤیا (خواب) میں دیکھا کہ کس طرح مسیا (اہل کتاب کے نزدیک آخرالزمان نبی) ساتویں آسمان پر چڑھا جہاں صدیقین اور فرشتے اس کی عظمت بیان کرتے ہیں۔''

اسراء اشعیاء(١١:٣٢.٣٥)

ہندو کتب میں بھی آپ ﷺ کے ذاتی وصفاتی اسمائے مبارکہ آپ ﷺ کے پرامن وطن، آپ کے شمائل واوصاف اور آپ ﷺ کے مقدس و پاکباز اصحاب کا تذکرہ انتہائی صراحت و وضاحت کیساتھ موجود ہے۔ ان ہی بشارات میں سے ایک جگت گروانتم اوتار ﷺ (خاتم النبیین) کی معراج کا ذکر خیر بھی آتا ہے۔

اتھرواوید کے بیسیوں باب میں وارد کچھ اہم ترین منتروں کے مجموعے کو کنتاپ سوکت کہا جاتا ہے۔ کنتاپ سوکت میں رسول اللہ ﷺ کی بہت سی پیش گوئیوں میں

سے ایک آپ ﷺ کے معراج کے بارے میں بھی ہے مضمون کی طوالت کے خوف سے ہم باقی صفات اور پیش گوئیوں کو قلم زد کرتے ہیں آپ ﷺ کے معراج کا تذکرہ کچھ اس طرح ہے کہ:

''جس کی سواری میں دو خوبصورت اونٹنیاں ہیں اس کی رتھ یا مرتبے کی بلندی تیز روی سے آسمان کو مس کرکے نیچے اترتی ہے۔'' اتھروا وید کانڈ:(٢٠ سوکت:١٢٤ منتر:٢)

محولہ بالا منتر میں مذکورہ ''رشی'' یعنی آخرالزمان نبی ﷺ کے عربی رسول ہونے کا ذکر کنایۃ کیا گیا ہے کیونکہ ہندوستانی رشیوں کے لیے ازروئے قواعد دھرشاستر جس طرح اونٹ کا گوشت اور دودھ منع ہے (دیکھئے منوسمرتی ادھیائے ۵ شلوک ۸ اور ۱۸) اسی طرح ان کے لیے اونٹ کی سواری بھی منع ہے۔

منوسمرتی میں یہ حکم اس طرح ہے کہ: ''اونٹ اور گدھے پر رضامندی سے سواری اور پانی میں برہنہ غسل سے برہمن ناپاک ہوجاتا ہے اور ''پرانایم'' یعنی حبس دم سے پاک ہوتا ہے''۔

(منوسمرتی ادھیائی ١١:اشلوك:٢٠١)

ان باتوں سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ یہ رشی عرب کا موعود رشی ہے نہ کہ ہندوستان کا۔ منتر کے دوسرے حصے میں انتہائی وضاحت کے ساتھ آپ ﷺ کی رتھ اور مرتبہ کی بلندی کا تیزی سے آسمان

کو چھونے سے مراد آپ ﷺ کا معراج ہے آپ ﷺ نے اس بات کو یوں ذکر فرمایا:

((ثُمَّ صُعِدَ بِیْ فَوْقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ))

''پھر مجھے ساتوں آسمانوں سے اوپر چڑھایا گیا'' بخاری(۳۵۹۸)والنسائی (٤٤٦)وابن حبان(٤٨)

((اِنْتَهَیْتُ اِلٰی السِّدْرَةِ)) ''یہاں تک کہ میں سدرۃ المنتھی پر پہنچا''

مسند احمد(۳/۱۲۸) والسنة لابن ابی عاصم(۵۹۱)

بھاگوت پوران میں آپ ﷺ کے معراج کا واقعہ کچھ اسطرح ذکر ہے کہ: ''کلکی اوتار کو ایک اڑنے والا گھوڑا دیا جائے گا جو بجلی سے بھی تیز ہوگا اور یہ اس پر سوار ہو کر زمین کی اور ساتوں آسمانوں کی سیر کرے گا''. (بھاگوت پوران :اسکنڈ۱۲ ،ادھیائی ۲ ،اشلوک۱۹.۲۰)

رسول اللہ ﷺ نے براق کا تذکرہ کچھ یوں فرمایا کہ:

''براق میرے پاس لایا گیا وہ ایک سفید اور لمبا جانور تھا گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا جانور تھا اور بھاگتے ہوئے اپنا قدم اپنی انتہائے نگاہ پر رکھتا تھا آپ ﷺ نے فرمایا جب میں بیت المقدس پہنچا تو میں نے اسے اس کڑے سے باندھ دیا جہاں انبیاء کرام علیہم السلام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے۔'' (بخاری مع الفتح:۱۰/۷۳)

مذکورہ بالا منتر میں مذکور گھوڑا دراصل براق ہی ہے جیسا کہ اس حدیث میں بیان ہوا ہے۔

نیز ہندوؤں کے نزدیک کلکی اوتار کے گھوڑا سفید ہے کلکی اوتا کے گھوڑے کی تصویر آپ (www.hinduwebsite.com) میں کلکی اوتار کے مقالات میں دیکھ سکتے ہیں اس کی ہیئت اوپر والی حدیث میں بیان کردہ براق سے بالکل مشابہ ہے۔

اس منتر میں اسراء (مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ) کا تذکرہ بھی ہے اور معراج (ساتوں آسمانوں کی سیر) کا ذکر بھی ہے۔ ﴿وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ﴾۔

شعر

اویس سیف اللہ لاہور (کلاس: قاری عبدالسلام سیاف)

بتوں کے شہر میں جا کر اللہ کا نام لکھ دینا جہاں لکھا ہو کفر وہاں اسلام لکھ دینا
اگر وہ صلح کے پھولوں کو پاؤں میں مسل ڈالے تو شاخِ گل کی ہر پتی پر قتل عام لکھ دینا

تفسیر القرآن الکریم

(سوالا جوابا)

محمد عظیم حاصل پوری

(مدرس جامعہ ھذا)

سوال: کیا سورہ فاتحہ کے اختتام پر آمین کہنا ضروری ہے؟

جواب: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

”جب نبی کریم ﷺ سورۃ فاتحہ کی قراءت سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے آمین کہتے“

ابن خزیمۃ(١/٢٥٦)وصحیحہ الحاکم(٨١٢)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جب امام (غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ) کہے تو تم آمین کہو“

صحیح بخاری، الاذان(٧٨٢)ومسلم(٤١٠)

سوال: آمین کا کیا معنی ہے۔؟

جواب: آمین کے کئی ایک معانی ہیں

①اَللّٰھُمَّ اسۡتَجِبۡ ”اے اللہ! تو قبول فرما“

②رَبِّ افۡعَلۡ ”اے اللہ! تو کام کر دے“

③کَذٰلِكَ فَلۡیَکُنۡ ”اے اللہ! اسی طرح ہی ہو جائے“

سوال: کیا مقتدی بھی آمین کہیں گے، آہستہ یا اونچی آواز سے۔؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(اِذَا أَمَّنَ الۡاِمَامُ فَأَمِّنُوۡا) ”جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو“

بخاری، الاذان(٧٨٠)ومسلم(٤١٠)

مقتدی آہستہ قراءت کے وقت آہستہ آمین اور بلند قراءت کے وقت بلند آمین کہیں گے۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب (وَلَا الضَّآلِّیۡنَ) پڑھتے تو بلند آواز سے

آمین کہتے۔ ابوداؤد، الصلاۃ(٩٣٢) وترمذی(٢٤٨) صحیح

سوال: آمین کہنے کا کیا ثواب ہے۔؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جب امام آمین کہے تو تم (مقتدی) بھی آمین کہو (اس وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں) تو جس کی آمین فرشتوں کی آمین کیساتھ مل گئی اسکے سابقہ گناہ معاف ہو جائیں گے“

بخاری، الاذان(٧٨٠) ومسلم(٤١٠)

سوال: سورہ بقرہ کی وجہ تسمیہ اور کیا یہ سورت مکی ہے یا مدنی ذکر کریں۔.؟

جواب: اس سورت میں اگے چل کر گائے کا واقعہ بیان ہوا ہے اس لیے اس کو البقرہ (گائے کے واقعہ والی سورت کہا جاتا ہے)۔نزول کے اعتبار سے یہ مدنی دور کی ابتدائی سورتوں میں سے ہے البتہ اس کی بعض آیات حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئیں۔

سوال: سورہ بقرہ کی ایات ورکوع اور کلمات وحروف بتائیں...؟

جواب: اس کی آیتیں دوسوستاسی ہیں اور رکوع چالیس ہیں۔ جبکہ اس کے کلمات چھ ہزار دوسو اکیس ہیں۔ اس کے حروف ساڑھے پچیس ہزار ہیں، نیز بعض علماء کا کہنا ہے کہ اس میں ایک ہزار خبریں ہیں اور ایک ہزار حکم ہیں اور ایک ہزار کاموں سے ممانعت ہے۔ تفسیر ابن کثیر (٧٩/١)

سوال: سورت بقرہ کی فضیلت کیا ہے....؟

جواب: ۱۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورۃ بقرہ پڑھا کرو کیونکہ اسکا پڑھنا باعث برکت اور چھوڑنا باعث حسرت ہے۔ مسلم، صلاۃ المسافرین وقصرها، باب فضل قرائة القرآن...(٨٠٤)

۲۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس گھر میں سورۃ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے شیطان اس گھر سے دور بھاگ جاتا ہے۔ مسلم، صلاۃالمسافرين وقصرها، باب استحباب صلاۃ النافلة فی... (٧٨٠)

۳۔ حضرت ابوسعید خدری ؓ، حضرت اسید بن حضیر ؓ کے بارہ میں روایت کرتے تھے کہ ایک دن جب کہ وہ (یعنی اسید) رات میں سورہ بقرہ پڑھ رہے تھے ان کا گھوڑا جوان کے قریب ہی بندھا تھا اچانک اچھلنے کودنے لگا چنانچہ انہوں نے پڑھنا بند کردیا (تاکہ دیکھیں کیوں اچھل کود رہا

ہے) گھوڑے نے بھی اچھل کود بند کردی۔ (اسید نے یہ سوچ کر کہ یونہی اچھل کود رہا ہوگا) پھر پڑھنا شروع کردیا گھوڑا بھی پھر اچھلنے کودنے لگا وہ پھر رک گئے تو گھوڑا بھی رک گیا، پھر جب انہوں نے پڑھنا شروع کیا تو گھوڑے نے اچھل کود شروع کی (اب انہیں احساس ہوا کہ گھوڑے کی اچھل کود یوں ہی نہیں ہے بلکہ اس کی خاص وجہ ہے) چنانچہ انہوں نے پڑھنا موقوف کردیا (اتفاق سے) ان کا بچہ جس کا نام یحییٰ تھا گھوڑے کے قریب ہی تھا انہیں خوف ہوا کہ کہیں گھوڑا (اس اچھل کود میں) اس بچہ کو کوئی تکلیف نہ پہنچا دے اس لیے وہ اٹھ کر گھوڑے کے پاس گئے تا کہ بچہ کو وہاں سے ہٹا دیں جب انہوں نے بچہ کو وہاں سے ہٹایا اور ان کی نظر آسمان کی طرف اٹھی تو اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ بادل کی مانند کوئی چیز ہے جس میں چراغ سے جل رہے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو اسید رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ نبی کریم ﷺ کے سامنے بیان کیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابن حضیر تم پڑھتے رہتے۔ اسید نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اس بات سے ڈرا کہ کہیں گھوڑا یحییٰ کو کچل نہ ڈالے کیونکہ یحییٰ گھوڑے کے قریب ہی تھا

چنانچہ جب میں یحییٰ کی طرف پھرا اور اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی چیز بادل کی مانند ہے جس میں چراغ سے جل رہے ہیں پھر میں تحقیق حال کے لئے اپنے گھر سے باہر نکلا مگر وہ چراغاں مجھے پھر نظر نہیں آیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جانتے ہو وہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ نہیں! فرمایا: وہ فرشتے تھے جو تمہاری قرات کی آواز سننے کے لئے قریب آ گئے تھے اگر تم اسی طرح پڑھتے رہتے تو اسی طرح صبح ہو جاتی اور لوگ فرشتوں کو دیکھتے اور وہ فرشتے لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل نہ ہوتے۔ بخاری ، فضائل القرآن، باب نزول السكينة.........(٥٠١٨) ومسلم(١٨٥٩)

۴۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ دو روشن سورتوں [سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران] کی تلاوت کیا کرو۔ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن سایہ دار بادلوں یا ہلکے بادلوں یا پرندوں کی دو ٹولیوں کی شکل میں ہونگی جنہوں نے اپنے پروں کو پھیلایا ہوا ہوگا، یہ اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے (اللہ تعالیٰ سے) جھگڑا کریں گی (اور انہیں جنت میں داخل کرائیں گی)۔ مسلم ،صلاۃالمسافرین .... (٨٠٤)

سوال: حروف مقطعات کسے کہتے ہیں..؟

جواب: حروف مقطعات یعنی علیحدہ علیحدہ پڑھے جانے والے حروف ان کے معنی کے بارے میں کوئی

مستند روائت نہیں ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمُرَادِہٖ ، البتہ یہ ضرور مروی ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو شخص قرآن کا ایک حرف پڑھے گا تو اس کے لیے ہر حرف کے عوض ایک نیکی جو دس نیکیوں کے برابر ہے (یعنی قرآن کے ہر حرف کے عوض دس نیکیاں ملتی ہیں) میں یہ نہیں کہتا کہ سارا الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے (یعنی الم کہنے میں تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں)۔“ ترمذی، ثواب القرآن (۲۹۱۰) والدارمی (۳۳۰۸) و الصحیحة (٦٦٠)

بعض لوگوں نے ان حروف مقطعات کو سورتوں کے نام اور بعض نے انہیں اللہ کے اسماء میں شمار کیا ہے

سوال: کیا یہ قرآن صرف مومنوں کے لیے ہدایت ہے۔۔؟

جواب: ویسے تو یہ کتاب الٰہی تمام انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے نازل ہوئی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔﴿وَ هُدًى لِّلنَّاسِ﴾ ”یہ تمام لوگوں کے لیے ہدایت ہے“

لیکن اس چشمۂ فیض سے سیراب صرف وہ ہی لوگ ہونگے، جو آبِ حیات کے متلاشی اور خوف الٰہی سے سرشار ہوں گے۔ جن کے دل میں مرنے کے بعد اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر جواب دہی کا احساس اور اس کی فکر ہی نہیں، اس کے اندر ہدایت کی طلب، یا گمراہی سے بچنے کا جذبہ ہی نہیں ہو گا تو اسے ہدایت کہاں سے اور کیوں کر حاصل ہو سکتی ہے۔

لہسن، پیاز اور بدبودار کوئی چیز کھا کر مسجد میں جانے کی ممانعت

قاری طیب اسلم (شعبہ: تجوید قرآءت)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو شخص اس درخت سے یعنی لہسن کھائے تو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے“

صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب ماجاء فی الثوم

نوٹ: اب نمازی حضرات کو چاہیے کہ حقہ اور سگریٹ پی کر بھی مسجد میں نہ آئیں کیونکہ اس کی بدبو رحمت کے فرشتوں کو بھی تنگ کرتی ہے۔

پانچویں قسط

بزرگوں کی باتیں

ابن عمر دین

ابوامامہ الباھلی ؒ

ایک آدمی کے پاس آئے وہ مسجد میں حالت سجدہ میں رو رہا تھا اور رو رو کر دعائیں کر رہا تھا اس کی طرف اشارہ کر کے فرمانے لگے۔

((أَنْتَ أَنْتَ ابوْ كَانَ هَذَا فِي بَيْتِكَ))

’’تو...تو...ایسی ہی حالت میں ہوتا اگر تو اپنے گھر میں ہوتا....؟‘‘

نزھة الفضلاء(١/٢٨١)

حضرت عمر بن خطاب ؓ

نے ایک آدمی کو دیکھا وہ اپنی گردن جھکائے راستے میں چل رہا تھا (تو انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے....؟ وہ کہنے لگا یہ عاجزی اور خشوع ہے اس پر حضرت عمر ؓ نے کہا)

((يَا صَاحِبَ الرَّقَبَةِ اِرْفَعْ رَقَبَتَكَ لَيْسَ الْخُشُوْعُ فِي الرِّقَابِ اِنَّمَا الْخُشُوْعُ فِي الْقُلُوْبِ))

’’اے گردن جھکا کے چلنے والے! اپنی گردن کو اوپر اٹھا کے چل گردن جھکانے سے خشوع حاصل نہیں ہوتا عاجزی دلوں میں ہوتی ہے‘‘

احیاء علوم الدین(٢/٢٩٦)

حضرت علی بن ابی طالب ؓ

کا قول ہے، کہ ریا کاری کی تین علامات ہیں۔

١۔((يَكْسَلُ اِذَا كَانَ وَحْدَهٗ))

’’اکیلا ہوگا تو سست ہوگا‘‘

٢۔((وَيَنْشَطُ اِذَا كَانَ فِي النَّاس))

''لوگوں میں ہوگا تو چستی دیکھائے گا''

٣۔((وَيَزِيْدُ فِي الْعَمَلِ اِذَا اُثْنِيَ عَلَيْه وَيَنْقُصُ اِذَا ذُمَّ))

''اگر کوئی اسکی تعریف کرے تو بہت زیادہ کام کرے گا اگر کوئی مذمت کرے تو کام بہت کم کرے گا''

احیاء علوم الدین(٢٩٦/٣)

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں

((كَانُوْا يُرَاءُ وْنَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ وَصَارُوْا الْيَوْمَ يُرَاءُ وْنَ بِمَا لَا يَعْمَلُوْنَ))

''پہلے لوگ وہ دیکھاتے تھے جو عمل کرتے تھے اب تو لوگ وہ دیکھانے کی کوشش کرتے ہیں کوانہوں نے کیا نہیں ہوتا''

احیاء علوم الدین(٢٩٧.٢٩٦/٢)

الأعمش رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ

((كَانَ عبدالرحمٰن بْنُ أبى لَيْلَى يُصَلِّى فَاذَا دَخَلَ الدَّاخِلُ نَامَ عَلَى فِراشِهِ))

''عبدالرحمٰن بن ابی لیلی رات کو نماز پڑھا کرتے تھے لیکن جب ان کے پاس کوئی آدمی آتا تو فوراً بستر پر لیٹ جاتے (تاکہ ریاکاری نہ ہوجائے)''

نزھة الفضلاء(٣٥٧/١)

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین رحمہ اللہ

کہتے ہیں مجھے معلوم ہوا ہے کہ حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے کہا۔

((يَا بُنَيَّ لَا تَعَلَّمِ الْعِلْمَ لِتُبَاهِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ))

''اے بیٹے! علم اس لیے مت سیکھ کہ تو اس کیساتھ علماء پر فخر کریگا''

((أوْ تُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ))

''یا بیوقوف سے جھگڑا کریگا''

((وتُرَائِی بِهِ فِی الْمَجَالِس))

''اور مجلسوں میں ریاکاری کریگا''

مسند احمد(١٦٥١)(٣/١٦٥٠)قال الشيخ احمد شاكر هذا الشطر بلاغ عن لقمان و حسين حديثاً

ابوسلیمان الدّرانی کا قول

((اذَا أخْلَصَ الْعَبْدُ انْقَطَعَتْ عَنْهُ كَثْرَةُ الْوَسَاوِسِ وَالرِّيَاءِ))

''جو بندہ اپنے عمل میں مخلص ہوتا ہے خیالات ووسواس اور ریاکاری اس سے ختم ہوجاتی ہے''

مدراج السالكين(٢/٩٦)

ایوب السختیانی رضی اللہ عنہ

((يَقُوْمُ اللَّيْلَ كُلَّهُ فَيُخْفِى ذٰلِكَ فَاذَا كَانَ عِنْدَ الصُّبْحِ رَفَعَ صَوْتَهُ كَأَنَّهُ قَامَ تِلْكَ السَّاعَةَ))

''وہ ساری رات قیام اللیل کیا کرتے تھے اور اس بات کو مخفی رکھتے تھے۔ اگر کوئی صبح کے وقت انہیں اونچی آواز دیتا تو اس طرح کھڑے ہوتے جیسے کہ ابھی بستر سے اٹھے ہوں''

نزهة الفضلاء(١/٥١٤)

سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

تین چیزیں بڑی مصائب سے ہیں۔

① ((جَارُ مُقَامَةٍ: إِنْ رَاٰى حَسَنَةً سَتَرَهَا، وَإِنْ رَاٰى سَيِّئَةً أَذَاعَهَا.))

''ایسا ہمسایہ، جو اچھائی کو تو چھپا جائے مگر برائی دیکھے تو لوگوں میں نشر کردے۔''

② ((وَامْرَأَةٌ: إِنْ دَخَلْتَ لَسَنَتْكَ، وَإِنْ غِبْتَ عَنْهَا لَمْ تَأْمَنْهَا.))

''ایسی عورت، جب تو اس کے پاس جائے تو تجھ سے زبان درازی کرے اور تو موجود نہ ہو تو تو

اس (کے شر) سے امن میں نہ ہو۔“

③ ((وَسُلْطَانٌ: إِنْ أَحْسَنْتَ لَمْ يَحْمِدْكَ، وَإِنْ أَسَأْتَ قَتَلَكَ))

”اور ایسا حکمران، کہ جب تو کوئی اچھا کام کرے تو تیری تعریف نہ کرے اور اگر تم سے کوئی برائی سرزد ہو جائے تو تمہیں قتل کر دے۔“ عيون الأخبار لابن قتيبة (٥/٤).

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

ابن عبدالحکیم بیان کرتے ہیں کہ

”سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ سے سفر کے لیے نکلنے لگے، جبکہ چاند ان دنوں ”برج عقرب“ میں تھا۔ میں نے اس سے بدشگونی لیتے ہوئے ان کی اس وقت روانگی کو ناگوار سمجھا اور ان سے کہا کہ آج رات چاند کیسی خوبصورتی سے چمک رہا ہے۔

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے چاند کی طرف دیکھا تو (میرا مقصد بھانپ گئے) فرمایا: ”اس سے تمہاری مراد یہ ہے کہ چاند ”عقرب“ میں ہے اور مجھے اس وقت سفر کے لیے نہیں نکلنا چاہیے؟ تو سنو! ...... ہم نا تو سورج کے بھروسے پر نکلتے ہیں اور نا ہی چاند کے بھروسے پر، بلکہ ہم تو اللہ وحدہٗ لاشریک جو قادر مطلق ہے پر بھروسا کر کے سفر کرتے ہیں۔“

مجموع الفتاوى لابن تيمية (١٠٩/١٨).

[بدشگونیوں اور شرک و بدعت جیسی بیماریوں کے خطرناک نقصانات سے چھٹکارہ پانے کے لیے ہمارے لیے ہمارے سلف صالحین کے عمل مشعل راہ ہیں]

سید قطب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

”بلاشبہ فراغت انسان کی پوشیدہ صلاحیتوں اور توانائیوں کو برباد کر دیتی ہے۔ ابتداء میں انسان فراغت کے لمحات گزارنے کے لیے اپنی حیات بخش صلاحیتوں کو منتشر اور برباد کرتا ہے، پھر وہ فراغت کے لمحات گزارنے کے لیے نقصان دہ بلکہ اپنے اور دوسروں کے لیے باعث تکلیف مشغلوں کا عادی ہو جاتا ہے۔“ منهج التربية الإسلامية (٢٠٦/١)

اعجاز القرآن والحدیث

آصف عرفان، حافظ نعیم الرحمٰن (درجہ سابعہ)

اللہ تعالیٰ نے سیدہ مریم کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

﴿وَهُزِّيٓ إِلَيۡكِ بِجِذۡعِ ٱلنَّخۡلَةِ تُسَٰقِطۡ عَلَيۡكِ رُطَبٗا جَنِيّٗا﴾ سورة المریم (۱۹/۲۵)

”اور کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ تم پر تازہ تازہ کھجوریں جھڑ پڑیں گی“

کھجور کی فضیلت کے بارہ میں بہت سی روایات رسول اللہ ﷺ سے وارد ہوئی ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ((خَيْرُ تَمَرَاتِكُمُ الْبُرْنِيُّ يُذْهِبُ الدَّآءَ))

”تمہاری کھجوروں میں سے بہترین کھجور برنی (کھجور کی ایک قسم، پیلے رنگ کی گول کھجور) ہے، جو کہ بیماری کو دور کرتی ہے“ حاکم (۲۰۴/٤) والجامع الکبیر (۱۳۷۳۷) وصحیح الجامع (۳۲۹۸)

رسول اللہ ﷺ سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ ﷺ کھجوروں سے افطاری کیا کرتے تھے۔ آپ کی افطاری میں تازہ کھجور (الرطب) اور تمر ہوا کرتی تھی۔ روزے دار شخص اپنے جسم سے ہی گلوکوز حاصل کرتا ہے خصوصاً جگر سے جو کہ گلوکوز کو اپنے اندر ذخیرہ (Store) کر لیتا ہے۔ سحری کھانے سے جو شوگر اور گلوکوز حاصل ہوتی ہے وہ چھ (6) گھنٹے تک کفایت کرتی ہے اسکے بعد جگر میں ذخیرہ شدہ شوگر و گلوکوز ہی کام آتی ہے۔ اسی لیے روزے دار جب خشک یا تر کھجور سے افطاری کرتا ہے تو کھجور فولاد، شوگر اور گلوکوز پر مشتمل ہونے کیوجہ سے جلد ہی جگر اور خون میں جذب ہو جاتی ہے جو کہ تمام جسم میں گردش کرتا ہے اور خصوصاً دماغ تک پہنچتا ہے، اور پورے بدن سمیت دماغ کو تقویت بخشتا ہے۔

افطاری کھانے سے معدہ کھانے پینے کی اشیاء سے بھرا ہوتا ہے اس لیے آنتوں کو شوگر اور گلوکوز جذب کرنے کیلئے دو سے تین گھنٹے چاہیے ہوتے ہیں اس لیے فوری طور پر غذائی کمی کو پورا کرنے کیلئے دودھ اور کھجور کامل اور بہترین غذا ہیں۔ عرب کے بدوؤں کا گزارا اکثر خشک کھجور اور بکری کے دودھ پر ہوتا ہے اسی لیے وہ صحت مند اور سخت محنت کش ہوتے ہیں، اور انہیں امراض چاہے وہ چھوٹی ہوں یا بڑی کا بہت کم سامنا ہوتا ہے۔

کھجور خشک ہو تر دونوں ہی صورتوں میں بچے کی ولادت کے وقت ماں کو بہت تقویت اور فائدہ پہنچاتی ہے اللہ تعالیٰ نے سورہ مریم میں سیدہ مریم کو مخاطب کرتے ہوئے اسی بات کیطرف یہ اشارہ فرمایا ہے کہ: ''اور کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ'' سورة مريم (١٩/٢٥)

اس آیت میں اس بات کیطرف اشارہ کیا ہے کہ ولادت کے وقت عورت کی غذا میں کھجور کا استعمال بھی ہونا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ سے بھی روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَطْعِمُوْا نِسَاءَ كُمُ التَّمْرَ فَاِنَّ مَنْ كَانَ طَعَامُهَا التَّمْرُ خَرَجَ وَلَدُهَا حَلِيْمًا))

'' اپنی عورتوں کو کھجور کھلایا کرو، جس عورت کا کھانا کھجور ہوا تو اس عورت کا بچہ (بردبار) پیدا ہوگا۔''

الجامع الكبير (٣٣٨١)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ فِي الْعَجْوَةِ الْعَالِيَةِ شِفَاءً))

''یقیناً عجوہ میں بہترین شفاء ہے'' مسلم (٣٨١٥) ومسند احمد (٦/١٥٨)

کھجور سے روزہ افطار کرنا سنت مطہرہ ہے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو کھجور میسر ہے اسے اسی سے روزہ افطار کرنا چاہیے'' ابو داؤد (٢٣٥٥) والترمذی (٦٥٣) وابن ماجہ (٦٩٩)

کھجور زہر کا تریاق:

حافظ ابو نعیم، امام ابوداؤد، امام ترمذی، امام حاکم اور امام ذہبی نے اپنے اپنے طریق سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ:

((مَنْ تَصَبَّحَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ سُمٌّ وَلَا سِحْرٌ))

''جس نے صبح کے وقت سات عدد عجوۃ کھجوریں کھائیں تو اسے اس دن نہ جادو کا اثر پہنچے گا اور نہ زہر کا۔'' بخاری (٥٢٢٦) (٥٠٢٥) ومسلم (٣٨١٤) وابو داؤد (٣٣٧٨)

زہر کے بارے میں ایک کامیاب علمی تجربہ ہو چکا ہے جب بھی انسانی جسم میں زہر داخل کیا گیا تو ایسے انزائمز ابھرے جو جگر کے خلاف عمل کرنے لگے۔ جب بھی زہر جسم میں داخل کیا جاتا وہ انزائمز

ابھرتے اور اپنا کام کرنے لگتے ہیں۔ جب اس تجربہ شدہ مریض کو روزانہ ایک ماہ تک سات کھجوریں کھلائیں تو اس بار وہ انزائمز نہیں ابھرے اپنی عام حالت میں رہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ جب اسے ایک سال تک متواتر اس نسخہ پر عمل کرایا گیا تو نتیجتاً انزائمز بالکل نہیں ابھرے اور یہ نسخہ واقعتاً شفاء ثابت ہوا۔

اسی لیے جب خیبر میں آپ ﷺ کو زہر شدہ بکری کی دستی تناول کرنے کو دی گئی پتا چلنے پر آپ نے اسے اگل دیا۔ اسکے بعد آپ ﷺ روزانہ سات عجوہ کھجوریں کھایا کرتے۔ اس وقت آپ ﷺ کو اس زہر نے تکلیف تو نہ پہنچائی اور زہر جلد کے نیچے جمع شدہ مادوں میں جمع ہو گیا۔ اسی لیے آپ ﷺ نے ان فیٹس کے جمع ہونے والے مقام پر سینگی لگوائی۔

اس حدیث پر برطانیہ کی ایک اکیڈیمک ایسوسی ایشن ''ٹیلی پیتھی'' نے کام کیا تو دوسری جانب اس سلسلہ میں King Abdul.AzizUniversity نے اپنے دراسات مکمل کیے یہ تمام تجربات حدیث النبوی کے عین مطابق ثابت ہوئے۔ اس سلسلے میں ایک یہودی محقق ''گولڈ مین'' نے بھی تحقیق کی ہے کہ اگر آدمی سات عدد عجوہ کھجوریں روزانہ استعمال کرے تو یہ ہر قسم کے زہر کیلئے Detoxication یعنی تریاق ثابت ہوں گی۔

کھجور اور جادو:

برطانیہ کی اکیڈیمک ایسوسی ایشن (Telepathy) نے اس حدیث کے دوسرے ٹکڑے یعنی جادو سے بچاؤ پر اپنے محققین کی تحقیقات اپنے مجلّے (Telepathy) میں تحریر کی ہیں۔ بہت جستجو کے بعد انہوں نے اس نسخہ پر متواتر عمل کرنے سے پیدا ہونے والی غیر مرئی شعاع جو کہ انسانی بدن سے نیلے رنگ میں نکلتی ہے دریافت کر لی۔ انہوں نے کہا مسلسل 12 گھنٹے تک نکلتی رہتی ہے۔ انہوں نے اس بات کا بھی انکشاف کیا ہے کہ جادو صرف آنکھوں پر ہی ہوتا ہے اور جادو تمام رنگوں پر اثر انداز ہوتا ہے سوائے نیلے رنگ کے۔ صبح کے وقت سات عدد عجوہ کھجوریں کھا لینے سے انسان میں وہ نیلی (غیر مرئی) شعائیں پیدا ہوں گی جو کہ جادو کا توڑ ہونگی۔

مقصد حیات
شعور حیات
تخلیق کا مقصد

حافظ محمد وسیم دلشاد (درجہ سابعہ)

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق اور مستحق نہیں، صرف اللہ ہی وہ ذات ہے جو ساری کائنات کا اکیلا مسجود ہے۔ معبود حقیقی صرف اور صرف اللہ رب العالمین ہے۔ مقصود بھی وہی ہے تو محبوب بھی وہی ہے۔ محبوب وہی ہے تو مطلوب بھی وہی ہے۔ وہ ذات ایسی طاقت اور قدرت والی ہے کہ کائنات کے سارے اختیارات اور انتظام وانصرام صرف اور صرف اسکے ہاتھ میں ہیں۔ جب سب اختیارات کا وہ اکیلا مالک ہے تو امیدیں بھی اسی سے وابستہ ہونی چاہئیں اسی سے مانگنا اور اسی سے ڈرنا چاہیے۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾

’’میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری بندگی وعبادت کریں‘‘

سورۃ الذاریات(۵۱/۵۶)

انسان کے اندر فطری اور جبلی طور پر یہ بات پائی جاتی ہے کہ وہ اپنی تخلیق کے راز کو حاصل کرے۔ پتہ لگائے کہ اس کو پیدا کیوں کیا گیا ہے۔؟ اسکی پیدائش اور تخلیق کا مطلب ومقصد کیا ہے۔؟ اور وہ یہ معلوم کرے کہ اس مقصد کو کونسے ذرائع اور کونسے طریقوں سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔؟

کیونکہ انسانی زندگی کو اسی مقصد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اسکے بغیر زندگی بے چین، بے مقصد اور اضطراب کا شکار ہو جاتی ہے۔ اللہ رب العزت کے پاک کلام کے مطالعہ کرنے اور اسکو سمجھنے کے بعد یہ بات روزِ روشن کیطرح واضح اور عیاں ہو جاتی ہے کہ ساری کائنات کی تخلیق کا صرف ایک ہی مقصد ہے۔ تمام کائنات کا مطلوب حقیقی ایک ہی ہے اور اسی مطلوبِ حقیقی کی تلاش اور جستجو میں ساری کائنات بے چین وبیقرار اور بے تاب ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مطلوب حقیقی کون ہے۔؟ کہاں ہے۔؟ اس تک رسائی کیسے ممکن ہے۔؟ انسان کی فطرت اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ انسان جب عقلِ سلیم سے کام لیتا ہے۔ اپنے مقصد حیات پر غور وخوض کرتا ہے تو مکینکی انداز میں اسکے سوال کا جواب اسکے سامنے آجاتا ہے۔ اہل

ذکر کو جب اخلاص کی کیفیت نصیب ہوتی ہے تو بے ساختہ ان کی زبان سے یہ جملہ بار بار نکلتا ہے۔

الهی انت مقصودی......ورضاك مطلوبی

اسی حقیقت کو قرآن نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

﴿یَا أَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّکُمُ الَّذِی خَلَقَکُمْ وَالَّذِینَ مِن قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُونَ﴾

”اے لوگو! اس رب کی عبادت کرو جس نے تم سب کو پیدا کیا ہے۔“ سورة البقرة (۲/۲۱)

کیوں عبادت کرو؟ اس لئے کہ تم کو پیدا ہی عبادت کیلئے کیا ہے۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِیَعْبُدُونِ﴾ سورة الذاریات (۵۱/۵۶)

تو معلوم ہوا کہ رب العالمین مقصود حقیقی ہے اور اسکی عبادت مقصد حیات ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ عبادت سے مراد کیا ہے۔؟

عبادت کا مفہوم:

لفظ عبادت کی لغوی تحقیق سے یہ ثابت ہوا ہے کہ عبادت دو چیزوں کا مجموعہ اور مرکب ہے۔

۱۔ بندگی کرنا، اطاعت و فرمانبرداری کرنا اور کسی کے سامنے پامال ہونا یعنی جھک جانا۔

۲۔ محبت کرنا: اب اگر بندگی و اطاعت ہو لیکن محبت کا عنصر نہ ہو تو اسکو عبادت نہیں کہتے اور اگر صرف اور صرف محبت ہو لیکن اطاعت و فرمانبرداری نہ ہو۔

لِاَنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُّحِبُّ مُطِیْعٌ

جیسے کوئی اپنے والدین سے کہتا ہے کہ مجھے آپ سے محبت بہت ہے لیکن میں آپ کی بات نہیں مانوں گا۔ تو ایسی محبت بیکار ہے بے فائدہ ہے۔

جب محبت و اطاعت یکجا ہوتے ہیں تو اس مرکب کو عبادت کا نام دیا جاتا ہے۔ چنانچہ آیت مذکورہ بالا کا مفہوم یہ ہوا کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو فقط اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں مجھ سے ہی محبت کریں اور میری ہی اطاعت کریں۔

حصولِ مقصد کا طریق: اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس مقصد کا حصول کیسے ممکن بنایا جائے۔ اس کیلئے ہمیں رسول معظم ﷺ کی حیات طیبہ کا مطالعہ کرنا ہوگا کیوں کہ آپ ﷺ کے

بارے میں اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

"رسول اکرم کو ساری کائنات کیلئے ایک بہترین ماڈل اور نمونہ بنایا گیا ہے۔"

سورة الاحزاب(٢١/٣٣)

رسول اکرم ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے مکی دور جو تیرہ سالوں پر محیط ہے اس میں لمحہ بھی ضائع کئے بغیر امت کو دین و دنیا کی بھلائیوں کیطرف دعوت دی۔ لوگوں کو مقصد حیات سے متعارف کروایا اور بتایا کہ جب تک بندگی و اطاعت کا نمونہ پیش نہ کرو گے زندگی کے مقصد کو پا نہ سکو گے۔ اللہ رب العزت نے بھی قرآن مجید میں اسی بات کیطرف توجہ دلائی ہے۔ بار بار اسی بات کو بیان فرمایا ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ﴾

"اے ایمان والو! اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو" سورة النساء(٥٩/٤)

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت تو سمجھ میں آ گئی اب سوال یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی اطاعت کیسے کی جائے۔ قرآن مجید میں خود اللہ ذوالجلال نے اس مشکل کا حل اور اس سوال کا جواب بیان فرمایا:

﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾

"جس نے رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کی اسنے اللہ کی اطاعت کی۔"

سورة النساء(٨٠/٤)

عبادت و بندگی اطاعت ہے اور یہی انسانی زندگی کا مطلوب و مقصود ہے۔

اللہ عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

مٹا دے اپنی ہستی کو گر کچھ مرتبہ چاہیے
کہ دانہ خاک میں ملکر گل و گلزار ہوتا ہے

بد ترین عورت

غضنفر اقبال (درجہ سابعہ)

آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَشَرُّ نِسَائِكُمُ ،اَلْمُتَبَرِّجَاتُ ،اَلْمُتَخَيِّلَاتُ ،وَهُنَّ الْمُنَافِقَاتُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْهُنَّ اِلَّا مِثْلُ الْغُرَابِ الْاَعْصَمِ))

''اور تمہاری بدترین خواتین بے پردہ اور غرور و تکبر کرنے والی خواتین ہیں اور یہ منافق عورتیں ہیں۔ خواتین میں سے سرخ چونچ اور سرخ پاؤں والے کوّے کے برابر عورتیں ہی جنت میں داخل ہوں گی۔''

السنن الکبریٰ للبیھقی (٨٢/٧) و السلسلة الصحيحة (٤٦٤/٤) (١٨٤٩) صحيح

حدیث مبارکہ میں دو طرح کی خواتین کو بدترین خواتین میں شمار کیا گیا ہے۔ بے پردہ اور متکبر ''اَلْمُتَبَرِّجَات'' اس سے مراد وہ خواتین ہیں جو نامناسب لباس زیب تن کر کے محفلوں اور بازاروں میں چلی جاتی ہیں، اور اپنے نسوانی خال و خد سے ہوس بھری نگاہوں کو تسکین پہنچاتی ہیں اور انہیں محظوظ کرتی ہیں۔

اس مذکورہ بالا حدیث کی وضاحت اور تشریح نبی کریم ﷺ کے ایک واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ حج یا عمرے کے لیے سفر کے دوران سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک گھاٹی پر تھے کہ آپ ﷺ نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

''دیکھو! کیا تم لوگوں کو کچھ دکھائی دے رہا ہے؟''...... ہم نے عرض کیا کہ ہمیں کوّے نظر آ رہے ہیں، ان میں سرخ چونچ اور سرخ پاؤں والا کوّا بھی ہے۔...... آپ ﷺ نے فرمایا: ''سارے کوؤں میں اور اس سرخ چونچ اور سرخ پاؤں والے کوّے کا جو تناسب ہے، اسی تناسب سے عورتیں جنت میں داخل ہوں گی۔''

مسند الإمام احمد (١٩٧/٤) – المستدرك للحاكم (٦٠٢/٤)

مذکورہ بالا حدیث ہمیں ان بیماریوں اور عیوب کی سنگینی کو پوری طرح واضح کر کے سامنے کرتی ہے کہ ایسی خواتین جو بے حیائی اور بے پردگی کی مرتکب ہوتی ہے، پارٹیوں میں اور بازاروں میں مردوں کے ساتھ کھلے عام ان کا میل جول ہوتا ہے، اور پھر جن خواتین میں تکبر اور خودستائی جیسی بیماری ہوتی ہے ایسی خواتین ابدی زندگی کی تمام نعمتوں سے محروم کر دی جائیں گی اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے دور ہوں گی۔

میری مسلمان بہنوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ پردہ انہیں ان زہر آلود نگاہوں سے تحفظ فراہم کرتا ہے جو بیمار دلوں اور ہوس کے پجاریوں سے صادر ہوتی ہیں۔ لہٰذا ان کو پردہ کا اہتمام کرنا چاہیے اور ان باطل اور لایعنی پروپیگنڈوں پر توجہ نہیں دینا چاہیے جو پردہ کی اہمیت کو کم کرنے کے لیے کیے جاتے ہیں، ایسے لوگ یقینی طور پر ایک مسلمان خاتون کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ ﴾

”اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادر اوڑھ لیا کریں، اس کا بہت کم امکان ہے کہ وہ پہنچانی جائیں، تو ان کو تکلیف نہیں دی جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔“

سورة الأحزاب (٣٣ / ٥٩)

ہمارے معاشرے میں بعض خواتین پردہ تو کرتیں ہیں مگر بسا اوقات ان کا حجاب ہی بے حجابی کا ثبوت دے رہا ہوتا ہے۔ یعنی برقع یا نقاب ایسا ہوتا ہے کہ جو اسلامی قواعد کے مطابق نہیں ہوتا، حجاب کیسا ہو اس کی چند شرائط یہ ہیں:

١۔ بدن کے مستثنیٰ اعضاء (ہاتھ پاؤں) کے علاوہ تمام بدن ڈھانپا ہونا چاہیے۔

٢۔ حجاب ایسا نا ہو کہ وہ بذات خود زینت کا باعث ہو۔

۳۔ حجاب اتنا دبیز ہو کہ اس میں سے کوئی اندرونی چیز نظر نہ آئے۔

۴۔ حجاب تنگ نہ ہو کہ نسوانی اعضاء کو ظاہر کرے، بلکہ کھلا اور ڈھیلا ہونا چاہیے۔

۵۔ حجاب پر کسی قسم کا کوئی پرفیوم، عطر نہ لگایا گیا ہو۔

۶۔ حجاب مردوں کے لباس سے مشابہت نہ رکھتا ہو۔

۷۔ حجاب غیر مسلم خواتین کے لباس سے بھی مشابہت نہ رکھتا ہو۔

۸۔ حجاب خالصتاً پردہ پوشی اور حیا کے لیے استعمال کیا جائے کسی شہرت یا پھر اپنی پہچان کو دوسروں سے بچانے کے لیے نہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا))

”جہنمیوں کی دو قسمیں ہیں جن کو میں نے دیکھا نہیں ہے۔ ایک قسم ان لوگوں کی ہے جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی مانند کوڑے ہونگے جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے (ظالم حکمران) دوسری قسم ان عورتوں کی ہے جو لباس پہن کر بھی ننگی ہوں گی مٹک مٹک کر، مونڈھوں اور کہولوں کو ہلا ہلا کر چلیں گی۔ انکے سر اونٹ کے جھکے ہوئے کوہان کیطرح ہوں گے وہ نہ تو جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی اسکی خوشبو پائیں گی حالانکہ اسکی خوشبو اتنی مسافت سے پائی جائے گی“

صحیح مسلم، اللباس والزینة ، باب النساء الکاسیات........(۲۱۲۸)واحمد(۸۶۷۳)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

”رسول اللہ ﷺ کے ارشاد مبارک (کاسیات عاریات) کی ایک تعبیر یہ بتلائی گئی ہے کہ غیر ساتر لباس پہنے ہوں گی بظاہر وہ لباس پہنے ہوں گی لیکن حقیقتاً ننگی ہونگی مثال کے طور پر وہ

خواتین جو ایسا باریک لباس استعمال کرتی ہیں جس سے ان کی جلد جھلکتی ہے یا ایسا تنگ لباس پہنتی ہیں جو ان کی ساخت اور جوڑ جوڑ یعنی پچھلا حصہ، بازوؤں وغیرہ کو ظاہر کرتا ہے حالانکہ عورت کا لباس ایسا موٹا اور کشادہ ہونا چاہیے جو اس کیلئے (مکمل طور پر) ساتر (ڈھانپنے والا) ہو اسکے جسم کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہو اور نہ ہی اسکے اعضاء کی ساخت نمایاں ہو (ورنہ جنت اور جنت کی خوشبو سے محروم ہو جائے گی)" مجموع الفتادی لابن تیمیه ؒ (۲۲/۱٤٦)

اعلان مسرت

مرکزی جمیعت اہلحدیث کامونکی کے زیر اہتمام اہلحدیث کانفرنس 27 مارچ منڈیالہ تیگہ میں منعقد ہوئی جس کے مقابل منڈیالہ تیگہ ہی میں دفاع حنفیت کانفرنس مقلدین نے رکھی بعد ازاں باسیان منڈیالہ تیگہ نے اہلحدیث علماء کو رفع الیدین فی الصلوۃ کے موضوع پر مناظرے کا چیلنج کر دیا۔ علماء حق نے خندہ پیشانی سے اسے قبول کیا۔ اور 24 اپریل کو جامع مسجد ابی ہریرہ موڑ ایمن آباد میں مناظرہ ہوا اہلحدیث کی طرف سے مناظر مولانا عمر صدیق صاحب اور دوسری طرف دیو بندی مولانا مطیع اللہ ارشد صاحب تھے۔ وقت مقررہ میں طرفین نے اپنے اپنے دلائل دیئے۔ مناظرہ تقریباً چھ گھنٹے جاری رہا۔ مناظرہ کی سی ڈی تیار ہوئی اور پھر عوام الناس میں تقسیم کی گئی الحمدللہ مسلک حق اہلحدیث کی طرف سے دیئے جانے والے مسکت دلائل کو دیکھ اور سن کر اس علاقہ کے بہت سے مردوں اور عورتوں نے مسلک اہلحدیث قبول کیا۔ اسکا برملا اظہار دعوت کتاب وسنت قبول کرنے والوں نے مساجد اور خطبات جمعہ میں بھی کیا۔ انکے نام کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ محمد رمضان ساقی ۲۔ ڈاکٹر محمد رمضان ۳۔ محمد آصف کمبوہ ۴۔ عقیل طاہر ۵۔ محمد ثاقب بٹ
۶۔ انعام اللہ ۷۔ محمد عرفان کمبوہ ۸۔ محمد عثمان کمبوہ ۹۔ محمد رضوان اللہ ایمان
۱۰۔ محمد آصف مغل ۱۱۔ حافظ محمد وقار ولد اصغر مہر کوٹلی متولیاں بمع چار خواتین ۱۲۔ حافظ عمر فاروق
ولد محمد خالد ۱۳۔ بابا جی خلیل کمبوہ منڈیالہ تیگہ ۱۴۔ محمد شفیق کمبوہ ۱۵۔ محمد عثمان اسماعیل کمبوہ
۱۶۔ بابا جی شیر علی

مراسلہ: قاری محمد آصف صاحب، قاری ابوبکر ساجد صاحب منڈیالہ تیگہ گوجرانوالہ

اھلاو سھلا مرحبا

22 جون بروز منگل 2010ء کا سورج معمول سے زیادہ حدت اور گرمی لیے طلوع ہوا جوں جوں سورج بلند ہو رہا تھا گرمی کی شدت اور تپش میں بتدریج اضافہ ہو رہا تھا گھڑیاں دس بجنے کا پیغام دے رہی تھیں اسی اثناء میں یہ خبر سننے کو ملی کہ آج مصنف کتب کثیرہ محترم جناب پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی حفظہ اللہ اور نوجوان مولف محترم جناب مولانا ارشد کمال صاحب حفظہ اللہ تشریف لا رہے ہیں یہ خبر یقیناً اہل جامعہ کے لیے پرمسرت تھی کہ ایک عظیم شخصیتیں تشریف لا رہی ہیں پھر کیا ہوا انتظار کا ساسماں بندھ گیا ہر ایک اس لمحے کے لیے بے چین نظر آنے لگا کہ کب وہ عظیم علمی شخصیت ہماری منتظر نگاہوں کے سامنے ہوگی۔ ہاں! پھر وہ پرسعادت گھڑی آ ہی پہنچی جب ہماری مہمان شخصیت ہمارے سامنے موجود تھی جامعہ کا وزٹ کیا گیا اور پھر تمام اساتذہ کے ساتھ مختصر سی تعارفی مجلس اور مہمان نوازی کا مرحلہ طے ہوا۔ اتنے میں ظہر کی نماز کے لیے مسجد مکرم کے میناروں سے اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوتے ہی مجلس کو برخاست کر دیا گیا، تمام احباب فریضہ الٰہی کی ادائیگی کے لیے مسجد کے وسیع حال میں جمع ہو گئے ہمارے ممدوح کی اقتداء میں نماز ظہر ادا کی گئی نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد جامعہ اسلامیہ سلفیہ مکرم مسجد کی لائبریری کے ہال میں تمام طلباء کو جمع کیا گیا تاکہ پروفیسر صاحب پندونصائح فرمائیں پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے کیا گیا تلاوت جامعہ کے ہونہار طالب علم قاری ایوب عزام نے کی اس کے بعد جناب پروفیسر صاحب مائیک پر تشریف لائے اور کلمات تشکر کے بعد طلب علم کے لیے نکلنے والوں کے لیے اس دور کی سہولتوں اور زمانہ ماضی کی مشقتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ ہم نے اپنے زمانہ طالب علمی میں بجلی نہیں دیکھی اور نہ یہ پنکھوں کی ہوا اور نہ ٹیوبز کی یہ سفید روشنی دیکھی حتی کہ ہمیں کپڑے دھونے کے لیے لمبے لمبے سفر کرنے پڑتے ہم ظہر کی نماز کے بعد نکلتے اور عشاء کی نماز تک بمشکل فارغ ہو کر واپس پلٹتے۔ فرمانے لگے کہ اب تو سہولتیں بہت زیادہ ہو گئیں ہیں اور ان سہولتوں کی وجہ سے طلباء میں تن آسانی بھی آ گئی ہے جب کہ علم بغیر محنت اور مشقت حاصل نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ امام عبداللہ بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں میں نے اپنے باپ یحییٰ سے سنا وہ فرماتے ہیں۔

((لَا يُسْتَطَاعُ الْعِلْمُ بِرَاحَةِ الْجَسَدِ)) ''بدن کی راحت سے علم کا حصول نہیں ہوسکتا''

[صحیح مسلم، المساجد، باب اوقات الصلوات الخمس]

اس کے بعد فرمانے لگے کہ ہمارے استاذ محدث جلال پوری مولانا سلطان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ ایک طالب کو مطالعہ کا بہت شوق تھا لیکن رات کو روشنی کا کوئی انتظام نہ تھا محلّہ میں سرکاری لالٹینیں لٹکی ہوتی تھیں اس نے سوچا کہ ان کی روشنی سے مستفید ہوا جائے چنانچہ فن نحو کی کتاب "الکافیہ" لے کر لالٹین کی روشنی میں بیٹھ کر پڑھنے لگا ابھی کچھ ہی وقت گزرا تھا کہ نواب کے ہرکارے آن پہنچے اور کہنے لگے کہ نواب صاحب گشت پر ہیں لہذا رستے سے ہٹ جاؤ اس طالب علم کو دھکے دے کر انہوں نے ایک طرف کر دیا جونہی نواب قریب سے گزرا تو اس طالب علم نے بلند آواز سے کہا ''نواب بنے پھرتے ہو اگر کافیہ کی ایک لائن پوچھوں تو نانی یاد آجائے گی''

پروفیسر صاحب فرمانے لگے کہ مشتاقان علم کے نزدیک پڑھنا اور سمجھنا نواب بننے سے کہیں بہتر تھا اور جن کا ماضی میں علم کی دنیا میں ایک نام ہے انہوں نے ایک ایک بات کو سمجھنے کے لیے بڑے بڑے سفر کیے اور مشکلاتِ سفر برداشت کیں تب جا کر وہ آسمان علم پر ایک ستارے کی حیثیت سے چمکے ۔آخر میں فرمانے لگے کہ علم کی خاطر آنے والی پریشانیوں کو خندہ پیشانی سے قبول کیا جائے اور پھر رقت آمیز لہجے میں دعائیں کرتے ہوئے فرمانے لگے مجھے بھی اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھنا۔ اس طرح یہ بابرکت مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

باتوں سے خوشبو آئے

محمد بلال (درجہ اولیٰ)

✿ جب ہم اللہ سے مانگتے ہیں تو بے حساب مانگتے ہیں اور جب عبادت کا وقت آتا ہے تو نفل بھی گن کر ادا کرتے ہیں۔ ✿ اتنا نرم نہ بنو کہ تمہیں نچوڑ لیا جائے اور اتنا سخت نہ بنو کہ تمہیں توڑ دیا جائے۔

✿ جو شخص ہمیشہ لیتا ہی رہتا ہے کسی کو دیتا کچھ نہیں وہ ایسے گندے جوہڑ کی مانند ہے جس میں آئی ہر شے سڑ جاتی ہے۔ ✿ اعتبار عملوں میں ہوتا ہے لفظوں میں نہیں۔

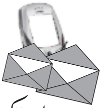

جرار میسج سروس

مفتی صلاح الدین

دوسروں تک اطلاعات پہنچانا اور اہم معاملات کی خبر دینا یہ انسان کی ابتدا ہی سے ضرورت رہی ہے جس میں رعایا کے پیغامات رعایا تک اور حکمرانوں کے پیغامات واحکامات اسکے ماتحت گورنروں اور پھر عوام تک اسی طرح بادشاہوں کے پیغامات عسکری کمانڈروں تک یہ ایک ضرورت رہی ہے اور اس کیلئے حکومتیں اور صاحب اقتدار لوگ مناسب بندوبست ، پیادہ قافلوں ، گھوڑوں اور اونٹوں کی صورت کرلیا کرتے تھے۔ رہا یہ دور تو اس میں پیغام رسائی میڈیا کی بدولت انتہائی سہل اور آسان ہوگئی ہے۔ آن واحد میں ایک خبر ملک تو کیا پوری دنیا میں پہنچائی جاسکتی ہے۔

پیغام کی ایک صورت حکمران طبقے کا پیغام عوام الناس تک اور دوسری عوام الناس کا پیغام و میسج عوام تک۔ ہم ثانی الذکر صورت کا تذکرہ کرنے چلے ہیں یہ دور موبائل کا ہے پلک جھپکتے پوری دنیا میں رابطہ ممکن ہے۔ خوشی غمی اور دوسرے اہم پیغامات بغیر مشقت بہت جلد دوسروں تک پہنچانا بہت آسان ہو چکا ہے۔ جب سے مختلف کمپنیوں نے SMS پیکجز کی سہولت عوام کو دی ہے تب سے اسکا استعمال کثرت سے ہونے لگا ہے۔

لیکن باعث افسوس امر یہ ہے کہ ان مراعات وسہولیات کو زیادہ استعمال کرنے والا نوجوان طبقہ ہے۔ جو معلوم نہ معلوم نمبرز پر مسلسل میسج کیے چلے جاتے ہیں اور پھر اس میں ذرہ برابر بھی امتیاز نہیں کہ میسج اخلاقی ہے یا غیر اخلاقی۔ زیادہ تعداد ان لوگوں کی ہے جو اپنی حیوانی خواہش کی تکمیل کیلئے عشقیہ اور فحش میسج کرتے ہیں جو کہ شرعاً حرام ہیں۔ پھر کچھ مزاحیہ میسج ترتیب دینے اور آگے بھیجنے میں اپنے وقت کا بہت سا حصہ ضائع کردیتے ہیں۔ ایسے میسجز کی بنیاد جھوٹ پر ہوتی ہے شریعت مطہرہ اسکی بھی اجازت نہیں دیتی۔

بہت کم لوگ ایسے ہیں جو اس میسج کی سہولت کا درست استعمال کرتے ہیں کہ احادیث قرآن کی آیات بزرگوں کے اقوال اور نصیحت بھری باتیں دوسروں تک پہنچانے کی قابل قدر کوشش کرتے ہیں۔ اسطرح ان آخرالذکر افراد کا وقت اور مال صحیح راستے پر خرچ ہوتا ہے۔ اگر قارئین بھی یہ

سہولتاستعمال کرتے ہیں تو آخرالذکرلوگوں میں شریک ہوکر دنیا وآخرت کی بھلائیاں سمیٹیں اوراول الذکرلوگوں کی حوصلہ شکنی کریں اوران کوحتی المقدوررو کنے کی کوشش کریں۔ ہم نے بھی قرآن وسنت کی ترویج کے لیے ''جرار میسج سروس'' کا آغاز کیا ہے۔ اسلامی میسج کی اس سروس میں آپ بھی شامل ہوسکتے ہیں، سروس میں شامل ہونے کے لیے صبح 7 سے 8 بجے تک ایک گھنٹہ کے دوران اس نمبر (0331-8436065) پر کال کر کے رکنیت حاصل کریں اور روزانہ اسلامی تعلیمات آپ تک پہنچتی رہیں گئیں۔ اللہ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ (آمین)

انعامی کوئز

سابقہ سوالات کے درست جوابات

ا۔ والد: عبداللہ، والدہ: آمنہ، دادا: عبدالمطلب (شیبہ)، دادی: عاتکہ (فاطمہ)، نانا: وہب، نانی: برہ

۲۔ علی رضی اللہ عنہ ۳۔ زبیر بن عوام زوجہ اسماء ۴۔ ابن عباس ۵۔ سابقہ شمارہ صفحہ نمبر ۲۸

درست جوابات ارسال کرنے والے خوش قسمت

1 نثاراحمد 2 اعزازالحق 3 محمد ثمامہ 4 ضیاءالحق 5 رضوان معین
6 احسان الٰہی 7 اسداللہ 8 ثناءاللہ 9 ثاقب 10 انعام الرحمٰن
11 عمران حاصلپوری 12 ضیادالدین 13 عبدالقدیر 14 مدثراشفاق
15 ابوبکراسماعیل 16 عمران اعجاز 17 سعیدالرحمان 18 سفیان
19 بلال شبیر 20 عابد یعقوب 21 ایوب عزام 22 محمد علی
23 زبیر عارف 24 شاہان لطیف

سوالات :

ا۔ پہلے مسلمان شہید کون تھے..؟ ۲۔ امیر معاویہ نے کس خلیفہ کے دور میں بحری بیڑا تیار کروایا تھا۔؟

۳۔ صحیفہ صحیحہ کس کی تالیف ہے۔؟ ۴۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے تین لقب لکھیں۔؟

۵۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی ولادت باسعادت اوروفات کا دن اورتاریخ لکھیں۔؟

اخبار الجامعہ

(یحییٰ طاہر، مسئول مکتب)

۱۔ ۱۴۳۱ھ کے تعلیمی سال کا اختتام

تعلیمی سال کے اختتام کے موقع پر ایک شاندار، پروقار تقریب کا انعقاد کیا جاتا ہے حسب سابق امسال بھی تقریب بخاری کا اہتمام کیا گیا ہے اور اس پرمسرت موقع پر ہونہار طلباء کو انعامات سے بھی نوازا جاتا ہے اور اسناد بھی تقسیم کی جاتی ہیں۔ صحیح بخاری کی آخری حدیث پر بقیۃ السلف، فضیلۃ الشیخ شیخ الحدیث حافظ ابومحمد عبد الستار الحماد (مدیر مرکز الدراسات الاسلامیہ میاں چنوں) حفظہ اللہ درس ارشاد فرمائیں گے اور خطبہ جمعۃ المبارک حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرشید اظہر حفظہ اللہ ارشاد فرمائیں گے۔

۲۔ جامعہ اسلامیہ اسلامیہ سلفیہ (مکرم مسجد) ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ میں مندرجہ ذیل شعبوں میں تعلیم کا سلسلہ جاری ہے جن میں داخلہ کا آغاز رمضان المبارک کے بعد شوال کے مہینے سے ہوتا ہے۔

۱۔ شعبہ درس نظامی (علوم اسلامیہ)

۲۔ شعبہ تجوید قرآت

۳۔ شعبہ تحفیظ القرآن

۴۔ شعبہ ناظرۃ القرآن (مقامی طلباء کے لیے)

۳۔ سال 2010ء کو سند فراغت پانے والے علماء عظام

محمد حسنین شاکر، شفیق انور توحیدی، قاری محمد دلاور سلفی، آصف عرفان، غضنفر اقبال، نعیم الرحمٰن مکی، اسامہ علی، ضیاء اللہ سلفی، حافظ محمد وسیم شفیق، عرفان اعظم

۴۔ شعبہ حفظ سے سند فراغت پانے والے

حافظ محمد زبیر احمد، حافظ صائم وسیم طاہر، حافظ محمد صہیب رومی، حافظ وقاص احمد، حافظ ساجد، حافظ ہارون عبداللہ، حافظ ابوبکر ارشد، حافظ سعد ذکی، حافظ حمزہ آصف، حافظ محمد سلمان، حافظ مجیب الرحمٰن، حافظ عبداللہ، حافظ طلحہ محمدی، حافظ محمد اویس، محمد وقاص، حافظ محمد عنصر محمود، حافظ محمد عامر، عبدالرحمٰن، محمد

عثمان، انس شعیب، ماجد فاروق، محمد عبداللہ ہادی، محمد ابوبکر وسیم، ارسلان مجاہد،

۵۔ شعبہ تجوید

محمد عرفان، محمد ارشد ہاشمی، خورشد احمد، احسان الہی، محمد بلال، محمد بلال ارشد، محمد یاسر، عاصم علی، عثمان الہی ظہیر، محمد زمان، محمد نفیس

جامعہ کا اعزاز

ا۔ جمعیت طلبہ عربیہ کی طرف سے ''اتحاد امت'' کے عنوان پر 23 جون کو تقریری مقابلہ وینس میرج ہال نزد جامعہ عربیہ میں ہوا جس میں جامعہ ھذا کے دو طالب علم بھی شریک ہوئے الحمدللہ تیسری پوزیشن ہمارے جامعہ کے طالب علم اعجاز الحق صدیقی نے حاصل کی۔ اللہ کرے زور خطابت اور زیادہ

۔

۲۔ جامعہ اسلامیہ سلفیہ ماڈل ٹاؤن کے لیے یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ سابقہ سال سند فراغت پانے والے طلباء نے اپنے اپنے مقالے پیش کیے تھے جن کو کتابی شکل میں شائع کر دیا گیا تھا، جو ہر اسلامی بک سٹال سے دستیاب ہیں، ان کے نام درجہ ذیل ہیں

ا۔ روئے زمین پر جنت کا باغ	کاوش	ساجد محمدی
۲۔ جنت کی خوشبو	کاوش	ابوانس محمد اویس
۳۔ خوشی میں مومن کا کردار	کاوش	آصف الرحمٰن
۴۔ میں ضامن ہوں	کاوش	حمزہ بن ارشد
۵۔ جنتی آنکھ	کاوش	ضیاء الرحمٰن
۶۔ سفارش کون کرے گا......؟	کاوش	سفیان ارشد

الحمدللہ امسال (2010ء کو) بخاری سے سند فراغت پانے والے طلباء میں سے بعض نے اپنے اپنے مقالے پیش کیے ہیں جن کو کتابی شکل میں شائع کر دیا گیا ہے۔

۱۔امثال القرآن	کاوش	قاری محمد دلاور سلفی
[امثال الحدیث بھی اشاعت کے آخری مراحل سے گزر رہی ہے]		
۲۔ثلاثیات بخاری	کاوش	محمد حسنین شاکر زبیری
۳۔وہ قرآن سن کے روئے	کاوش	حافظ نعیم الرحمٰن مکی
۴۔رشتے کیسے ملائیں..؟	کاوش	غضنفر اقبال چغتائی
۵۔انبیاء کے خواب	کاوش	ضیاء اللہ سلفی

نوٹ :ان تمام مقالہ جات کی نگرانی وتہذیب الشیخ محمد عظیم حاصل پوری حفظہ اللہ نے فرمائی ہے۔ (اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں اضافہ فرمائے۔ آمین) نیز تمام کتب مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور، مکتبہ نعمانیہ گوجرانوالہ اور "**مکتبہ المکرم**" مین گیٹ مسجد مکرم کے اسٹال سے بھی باآسانی حاصل کی جاسکتی ہیں۔

اقوال زریں

اسامہ عاجز (درجہ سابعہ)

- ❂ فلاح ونجات کیلئے حسب ونسب کی کوئی اہمیت نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تقویٰ اور خلوص نیت کی ضرورت ہے۔ (نوح علیہ السلام)
- ❂ حکمت ایک مبارک درخت ہے جو دل سے اگتا ہے اور زبان سے پھیلتا ہے۔ (داؤد علیہ السلام)
- ❂ ملائم جواب غصہ کو کھو دیتا ہے مگر کرخت باتیں غضب انگیز ہوتی ہیں۔ (سلمان علیہ السلام)
- ❂ ہر شخص سچا دوست تلاش کرتا ہے لیکن خود سچا بننے کی کوشش نہیں کرتا۔ (سلمان علیہ السلام)
- ❂ قرآن کی تعلیمات کو سمجھو کیونکہ وہ علم کا سرچشمہ ہے اور دلوں کی بہار ہے۔ (عمر فاروق رضی اللہ عنہ)
- ❂ مومن وہ جو زادہ آخرت مہیا کرے، کافر وہ جو دنیا کے مزے اڑانے میں مشغول ہو۔ (حسن رضی اللہ عنہ)
- ❂ زندگی ایک ہیرا ہے جسے تراشنا انسان کا کام ہے۔ (جارج برناڈ شا)

معلومات قرآن پاک

قاری لقمان (کلاس: قاری عبدالسلام زاہد)

قرآن پاک میں سپارے 30، سجدے 15، سورتیں 114، منزلیں 7، رکوع 540
مکی سورتیں 86، مدنی سورتیں 28، آیات 6248، حروف 323760
زبر 53243، زیر 39582، پیش 8804، مد 1771، شد 1143، نقطے 105681

آپس میں ناراض مت رھو

قاری یاسر عرفات (شعبہ: تجوید وقرآءت)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”مومن تو بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو (لڑے ہوئے) بھائیوں میں صلح کرادو“

الحجرات(١/٤٩)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تم ایک دوسرے سے تعلقات منقطع نہ کرو، نہ ایک دوسرے سے منہ موڑو، (پیٹھ دکھاؤ) نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو، نہ آپس میں حسد کرو، اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ، اور کسی مسلمان کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ بول چال بند رکھے“

صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم والتجس (٢٥٦٤٧)

سبق آموز باتیں

حافظ محمد شاہ زیب (طالب علم: جامع مسجد آمنہ واپڈا ٹاون)

- علم مومن کی میراث ہے یہ گم شدہ دولت جہاں ملے لے لو۔ (حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)
- تم اپنے دوست کو مت آزماؤ ہوسکتا ہے کہ وہ کسی مجبوری کیوجہ سے تمہاری آزمائش پر پورا نہ اترے اور تم اس طرح بہترین دوست کو گنوا بیٹھو۔ (حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)
- علم کی اشاعت کیلئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ (قائد اعظم)
- انسان کی بہترین خصلت علم ہے۔ (بو علی سینا)
- معافی دینے کا حق بھی اسکو ہے جو سب سے زیادہ سزا دینے پر قادر ہو۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ)

اسلامی معلومات

محمد نعمان شبیر (کلاس: قاری مجیب الرحمٰن صاحب)

- قرآن پاک کا سب سے پہلے اردو ترجمہ شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ نے ۱۹۰۵ میں کیا۔

- قرآن پاک کا سب سے پہلے انگریزی زبان میں ترجمہ الیگزینڈر رزوس نے ۱۹۴۹ میں کیا جو کہ ۱۹۶۹ میں لندن سے شائع ہوا۔
- قرآن پاک کو حضرت ابوبکر کے دور میں ۷۵ صحابہ نے مل کر کتاب کی شکل دی۔
- بیت العتیق خانہ کعبہ کو کہتے ہیں۔
- رسول اللہ ﷺ کے آخری الفاظ ”اللّٰھم بالرفیق الا علی“ کے تھے۔ ماخوذ: اسلامی انسائیکلوپیڈیا

فتنے اور فساد کے زمانے میں عبادت کرنے کي فضیلت

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”فتنہ و فساد کے دور میں (اللہ تعالیٰ کی) عبادت کرنا، میری طرف ہجرت کرنے کیطرح ہے“

صحیح مسلم ،کتاب الفتن ،باب فضل العبادة فی الهرج(٢٩٤٨)

فوائد: جب فتنے عام ہو جاتے اور بگاڑ پھیل جاتا ہے تو اللہ کی عبادت مشکل ہو جاتی ہے۔ ہر طرف برائی پھیل جاتی ہے اور انسان برائی کا راستہ اختیار کرنے کی طرف راغب ہو جاتا ہے۔ ایسے حالات میں اللہ کی عبادت کرنا ہجرت مدینہ کی مثل قرار دیا گیا ہے۔ اس وقت ہجرت واجب تھی اور اپنا گھر بار چھوڑنا نہایت مشکل کام تھا اور اسکا ثواب بہت زیادہ تھا۔ یہی ثواب فتنے کے زمانے میں اللہ کی عبادت واطاعت کرنے والے کو ملے گا۔ قاری محمد عاصم علی مہر (شعبہ: تجوید وقرآءت)

نماز چاشت کي فضیلت اور اسکي وصیت

ابوبکر سلفی (درجہ اولیٰ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے خلیل یعنی رسول اللہ ﷺ نے مجھے تین باتیں زندگی بھر نہ چھوڑنے کی وصیت فرمائی، ہر ماہ کے تین روزے، نماز چاشت اور وتر ادا کر کے سونا۔“

صحیح البخاری ،کتاب التهجد

نماز چاشت انسان کے تمام جوڑوں کیلئے صدقہ ہے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”صبح کے وقت ہر آدمی کیلئے اسکے ہر جوڑ پر صدقہ ہوتا ہے۔ پس ہر دفعہ سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے، ہر دفعہ الحمد للہ کہنا صدقہ ہے، ہر مرتبہ لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے، ہر مرتبہ اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے اور ان سب کی جگہ چاشت کی دو

رکعتیں کفایت کر جاتی ہے۔" صحیح مسلم ،کتاب صلاۃ المسافرین ، چاشت کے وقت چار رکعت نماز ادا کرنے کی بڑی فضیلت ہے۔ نعیم بن حمار ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم تو اپنے دن کے شروع حصہ میں میرے لیے چار رکعت نماز ادا کر، میں اسکے آخر تک تجھے کفایت کروں گا" سنن ابی داؤد ،کتاب الصلاۃ ،باب صلاۃ الضحیٰ

امیر المؤمنین مسکرا دیے

حافظ عمر فاروق نذیر (کلاس: قاری عتیق الرحمٰن)

سیدنا علی بن ابی طالب ؓ سواری پر سوار ہوئے تو دعائے مسنون پڑھنے کے بعد مسکرانے لگے کسی نے پوچھا امیر المؤمنین! مسکرانے کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ ﷺ نے سواری پر سوار ہو کر اسی طرح دعا پڑھی۔ پھر آپ ﷺ مسکرائے تھے لہٰذا میں بھی رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں مسکرایا ہوں۔ سیدنا علی ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے اس وقت دریافت کیا اے اللہ کے رسول! آپ کیوں مسکرائے ہیں تو آپ نے فرمایا:

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے پر تعجب کرتے ہیں کہ جب وہ کہتا ہے اے اللہ میرے گناہوں کو بخش دے اور وہ جانتا ہے کہ اس کے گناہ میرے (اللہ کے) علاوہ کوئی بخش نہیں سکتا۔"

ابوداود، کتاب الجهاد، باب ما يقول الرجل اذا ركب (٢٦٠٢)

کیے جاؤ کوشش میرے دوستو!

قاری ابو ذر، مخدوم دانیال، محمد عرفان محمدی، چاند شہزاد، طلحہ سلیم، ریحان علی، عثمان انور، ثمامہ طاہر، حافظ انس سعید، حافظ عمر دراز حافظ آبادی، قاری عرفان، حافظ محمد ساجد، حافظ عبداللہ، حافظ وقاص احمد مجاہد، محمد بلال، میاں محمد رضا، قاری محمد بلال ارشد، حافظ حمزہ ادریس، محمد معاذ یوسف، عمیر ماجد فاروق، حافظ انس سعید، حافظ محمد رومی، محمد شفیق الرحمٰن، حمزہ طارق، محمد سعید اللہ، محمد ذیشان انور، ارسلان مجاھد، قاری طیب اسلم، حافظ محمد سلیمان بٹ، حافظ فیصل انور ورپالوی، مدثر شفاق، حمزہ آصف، محمد بلال، زبیر عارف، قاری یاسر عرفات، وسیم شمس الدین گجر، حافظ ابتسام شاہد، محمد نعمان شبیر، حافظ عمر فاروق نذیر، عامر، محمد عثمان ادریس، محمد آصف رضا، حافظ وقاص احمد، علی المرتضٰی، حافظ خرم شہزاد، قاری عبدالرزاق المنشاوی، ارسلان، عثمان، ابوبکر وسیم، حافظ مزمل،

مبارك باد

محترم المقام حافظ اسعد محمود سلفی! زید مجدکم

السلام علیکم و رحمة الله و بركاته

سہ ماہی ''**المکرم**'' ملا، موصولہ شمارہ پڑھ کر نہایت خوشی ہوئی۔ اس دور میں آپ نے پرچہ جاری کر کے بڑی ہمت کا ثبوت دیا ہے۔ اس پر آپ کو مبارک باد دیتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور میرے دیرینہ دوست چوہدری محمد بشیر ایڈووکیٹ کو اس میدان صحافت میں کامیاب فرمائے۔ اگر آپ نے قدم جمائے رکھے اور استقلال سے کام کرتے رہے تو ان شاء اللہ اس کے نتائج بہت اچھے نکلیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خطابت کے جوہر عطا فرمائے ہیں، دعا ہے کہ وہ صحافت میں بھی آپ کو کامرانی سے نوازے اور تحریر وتقریر دونوں اوصاف میں آپ اپنے جدامجد حضرت الاستاذ المکرّم مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کے صحیح ترین جانشین ثابت ہوں۔ آمین

آپ نے مجلس ادارت میں جناب ضیاء اللہ کھوکھر کو بھی شامل کیا ہے۔ ماشاء اللہ کھوکھر صاحب کا مطالعہ بہت وسیع ہے اور اللہ تعالیٰ نے لکھنے پڑھنے کا انکو صاف ستھرا ذوق عطا فرمایا ہے۔ انکا کتب خانہ بھی ہر موضوع کی کتابوں اور رسالوں پر محیط ہے، انکے مضامین بھی ''المکرّم'' میں شائع ہونے چاہیے۔

میرے خیال میں ”المکرم“ کے ہر شمارے میں حضرت مولانا سلفی کا کوئی مضمون یا کسی مضمون کا کوئی حصہ بھی چھپنا چاہیے۔ مکرمی چوہدری محمد بشیر ایڈووکیٹ کی خدمت میں اس گوشہ گو فقیر کا نیازمندانہ سلام پہنچایئے اور میرے لیے ان سے دعا کی درخواست کیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپکو نیک مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ آپ ہمارا بہت بڑا سرمایہ ہیں۔ اللہ آپ کی زندگی دراز فرمائے اور آپ ہمیشہ خدمت دین میں مشغول رہیں۔ آمین۔ امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

اخوکم

محمد اسحاق بھٹی لاہور